لطیفہ۲

ولی کی ولایت پہچاننا اور اس کے اقسام

(دربیان ولایتِ ولی واقسام او)

قال الاشرف :

الولایة ھی قیام العبد مع البقاء بعد الفناء و اِتّصافیه بصفة التّمکین وَالصفا۔

(یعنی بندہ کا قائم رہنا بعد فنا کے بقا کے ساتھ اور متصف ہونا صفتِ تمکین وصفا سے ولایت ہے)

حضرت کبیر نے عرض کیا کہ آیات بیّنات (قرآن حکیم) میں کوئی ایسی آیت ہے جو اولیاء اور اس گروہ عالیہ کی ولایت کے سلسلہ میں مشعر و مظہر ہو۔ حضرت نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ عالم ربانی امام عبداللہ یافعی الیمنی (قدس سرہٗ) نے اپنی بعض تصانیف میں دس قرآنی آیات اور صحاح ستّہ سے دس احادیث بیان کی ہیں اور ان کو اس گروہ صوفیہ کی جلالتِ شان اور علو مرتبت پر دلیل بنایا ہے۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ بہت سی دلیلیں قرآن پاک میں اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اس سلسلہ میں موجود ہیں لیکن بخیالِ اختصار صرف تین آیات (نصوص) اور تین احادیث بیان کی جاتی ہیں:

نصوصِ قرآنی

۱۔ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وا لشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَ ۚ و حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِیْقاً ؕ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَكَفٰی بِاللّٰهِ عَلِیْماً ۰ ع ۱	وہ لوگ جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے انبیاء صدیقین، شہداء اور صلحاء ہیں اور یہ اچھے رفیق ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل ہے۔ اور اللہ کافی ہے جاننے والا۔
۲۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَاخَوْ فٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحزَنُونَ ۰ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْاوَ كَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۰ لَهُمُ الْبُشْرٰیٰ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰ خِرَةِ ؕ لَا تَبْدِیْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ط ذٰلِكَ هُوَالْفَوْزُالْعَظِیْم ۰ ۲	تحقیق کے اولیائے الٰہی کیلئے نہ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگار ہیں ان کیلئے خوشخبری ہے دنیا میں اور آخرت میں بھی اور اللہ تعالیٰ کے کلمات میں تبدیلی نہیں ہے اور یہ بڑی مراد پر پہنچنا ہے
۳۔ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوارَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا	تحقیق جنہوں نے یہ کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے

۱ پ ۵ سورہ نسآء ۶۹، ۷۰ ۲ پ ۱۱ سورہ یونس ۶۲، ۶۳، ۶۴

http://Ashrafi.org

تَتَنَزَّلُ عَلَیۡهِمُ الۡمَلٰٓئِکَةُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَلَا	اورانہوں نے اس پرصبر استقامت کی توان پر فرشتے
تَحۡزَنُوۡا وَاَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّةِ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ	نازل ہوتے ہیں (یہ کہتے ہوئے کہ) تم مت ڈرواور غمگین
تُوۡعَدُوۡنَ ٥ نَحۡنُ اَوۡلِیٰٓؤُکُمۡ فِی	مت ہواوراس جنت سے خوش ہو جاؤ جس کا تم سے
الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا وَفِی الۡاٰخِرَةِ ج وَلَکُمۡ	وعدہ کیا گیا تھا۔ ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی
فِیۡهَا مَا تَشۡتَهِیۡۤ اَنۡفُسُکُمۡ وَلَکُمۡ	اور آخرت میں اورتمہارے لئے ہے اس میں جوتمہارا جی
فِیۡهَا مَاتَدَّعُوۡنَ ٥ ط نُزُلًا مِّنۡ	چاہے اورتمہارے لئے اس میں جو مانگو مہربانی
غَفُوۡرٍ رَّحِیۡمٍ ٥ ع ۱	بخشنے والے مہربان کی طرف سے

احادیث شریفہ

۱۔ روینا فی الصحیح البخاری عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ان اللّٰه قال من عادی لی ولیا فقد اذنته' بالحرب وما تقرب الی عبدی بشئی احب الی مما افترضت علیه وما یزال عبدی یتقرب اِلیّ بالنوافل حتٰی احبه فاذا اَحۡبَبۡتُهُ کنت سمعه الذی یسمع به وبصره الذی یبصربه و یده التی یبطش بها ورجله التی یمشی بهاوان سألنی لاعطینّه ولئن استعاذنی لاعیذنه' وروی استعاذبی بالنون والیاء وَاذنته' بالحرب اعلمته بانّی محارب له	صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اس سے میرا اعلانِ جنگ ہے اور میرے بندوں میں سے جس نے مجھ سے تقرب چاہا اور اس نے کسی ایسے شی کو مجھ سے تقرب کا ذریعہ نہیں بنایا اُس چیز کے مقابلہ میں جو میں نے اس پر فرض کیا ہے اور میرا بندہ ہمیشہ نفلوں کے ذریعہ نزدیکی حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں پس جب اسکو دوست رکھتا ہوں تو اس کی شنوائی ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی بینائی ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اسکا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اسکا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اگر وہ مجھ سے کوئی سوال کرے تو پورا کروں گا اور پناہ مانگے تو پناہ دونگا۔ اور حدیث میں استعاذبی بھی مروی ہے ن اور ب دونوں سے اور حدیث مے اذنتہ بالحرب کے معنی ہیں کہ میں نے اعلان کر دیا کہ میں خود اس سے جنگ کرنے والا ہوں۔

۱ پ ۲۴ سورہ حم السجدہ ۳۰،۳۱،۳۲

http://Ashrafi.org

؎ لِلّٰہ قوم فی السماء کرام	خدا کے ایسے بھی ہیں بعض بندگانِ کرام
مستیقظون والوری ینام	کہ جاگتے ہیں اور خلق کو ہے خواب سے کام
اُولوا مقامات علت واحوال	بلند رتبہ ہیں روشن ہیں حالتیں اُن کی
ہم کشمش فی السماء یقام	ہے آفتاب کا جسطرح آسماں میں مقام
۲۔ روینا فی الصحیح المسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللّٰہ تعالی عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رب اشعث مدفوع بالابواب لواقسم علی اللّٰہ لا برہ۔	صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہت سے ایسے پراگندہ موہیں جو دروازوں سے دھکے دئے جاتے ہیں اس مرتبہ کے ہیں کہ وہ کسی بات کیلئے قسم کھالیں تو اللہ ان کے قول کو سچا کردیتا ہے۔
؎ اخصّ الناس بالایمان عبد	وہ ہے ایمان میں مخصوص بندہ
خفیف الحاذ مسکنہ العقار	سبک دست اور زمین جسکا ہے گھربار
لہ فی اللیل حظ من صلوۃ	نمازوں میں ہے کٹتی رات اس کی
ومن صوم اذا طلع النہار	ہے دن میں صوم سے اسکو سروکار
وقوت النفس یاتی بالکفاف	غذا اس کی نہیں کافی سے زیادہ
وکان لہ علی ذلك اصطبار	اور اس پر صبر کرنے سے نہیں عار
وفیہ عفۃ وبہ حمول	پسند اسکو ہے گمنامی وتقویٰ
الیہ بالاصابع لایشاد	عوام اس سے نہیں بالکل خبردار
فذلك قد بخا من کل شر	وہی محفوظ ہے ہر شے سے لاریب
ولم تمسسہ یوم البحث نار	قیامت میں نہ ہوگا داخل نار
۳۔ روی عن ابی ہریرۃ رضی اللّٰہ تعالی عنہ قال قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم مثل امتی کمثل المطر لایدری اولہ خیرام آخرہ	حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری امت باراں کی مانند ہے کہ معلوم نہیں ہوتا کہ اسکا اول اچھا ہے یا اس کا آخر بہتر ہے ۔

اس کلمہ (حدیث شریف) سے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقتِ جامعہ سے صادر ہوا یہی مفہوم ہوتا ہے کہ یہ امت محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی زمانہ میں کسی وقت بھی اولیا مشائخ اور علماء راسخ سے خالی نہیں ہوگی جو شریعت ظاہری کے علمبردار اور بطون حقیقت کے مظہر ہیں اور یہ اپنی عمدہ باتوں یا اچھے کاموں سے امت کو آداب شریعت و طریقت کا

http://Ashrafi.org

پابند کرتے ہیں اور کہا گیا ہے کہ اس طائفہ مقدسہ کے اسلاف کا طریقہ عمل یہ رہا ہے کہ انہوں نے اپنے اعمال وافعال کے انوار کو ریاضت و مجاہدات سے جن کی شریعت میں ممانعت نہیں ہے حاصل کر کے اپنے مریدوں اور استفادہ کرنے والوں کے بطون کو متاثر اور منور کیا ہے وہ حکایات وروایات میں مشغول نہیں ہوتے تھے اس دور میں تصنیفات بھی کم تھیں اور لِسَانُ الْحَالِ اَنْطَقُ مِنْ لِّسَانِ الْمَقَالِ یہ مسلمہ ہے کہ زبان حال زبان قال سے زیادہ گویا ہوتی ہے یہی حضرات حقیقت میں انبیاورسل کے وارث وخلیفہ ہیں اور یہی ارباب حقائق توحید ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جو صادق فراست سے اور الہامات سے نوازے گئے ہیں اور قیام قیامت تک رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل پیرا رہنے والے ہوں گے اور عالم ہمیشہ ان کے نور ولایت سے منور اور روشن رہے گا۔ اور ہر اک زمانہ میں اس گروہ کے برگزیدہ اشخاص کو روشن نشانیوں (کرامتوں) کے ساتھ اس مہم پر نصب کیا گیا ہے تاکہ وہ اس امت کی رہبری کریں اور لوگوں کو انسانی خواہشات کی پستی سے نکال کر خالق کائنات کی بندگی کی بلندی پر پہنچائیں۔

اہل تحقیق کی اصطلاح میں یہی طائفہ صوفیہ کے نام سے موسوم ہے (یہی لوگ صوفی کہلاتے ہیں) یہی وہ حضرات ہیں جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع وپیروی کے باعث مرتبہ وصول پر پہنچ گئے ہیں اور اس کے بعد یہ حضرات اس منصب پر بطریق متابعت ماذون ومامور کئے گئے کہ اتباع شریعت کی لوگوں کو دعوت دیں، جیسا کہ امام قیشری (ابوالقاسم) قدس سرہٗ نے فرمایا کہ۔

عہد اسلام میں کوئی زمانہ بھی ایسا نہیں گزرا کہ اس میں اس گروہ صوفیہ کے مشائخ میں سے کوئی شیخ جو توحید ومعرفت کے مرتبۂ عالی پر فائز ہو موجود نہ رہا ہو اور اس نے عوام کی امامت کا فرض ادا نہ کیا ہو اور اس زمانہ کے ائمہ اور علما اس شیخ کے مطیع نہ رہے ہوں اور اس کے حضور میں انہوں نے عجز وانکسار نہ کیا ہو اور اس سے برکتیں حاصل نہ کی ہوں۔ (رسالہ قیشریہ)

وصار یخدمنی من کنت اخدمه	کل جو تھا مخدوم خادم ہوگیا
مولی الوریٰ مذصرت مولائي	جب مرا مولا ہوا تو اے خدا
ترکت للخلق دنیاهم ودینهم	تیرے حب میں دین و دنیا چھوڑ دی
شغلا لحبك یادینی و دنیائي	تو مری دنیا ہے تو ہے دین مرا

حضرت نور العین نے قدوۃ الکبرا کے حضور میں درخواست کی کہ "ولایت" کے معنی سے آگاہ وسرفراز فرمائیں، حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ ولایت ولا سے مشتق ہے جس کے معنی قرب کے ہیں۔ ولایت دو طرح ہے۔

ولایتِ عامہ

ولایت عامہ تو تمام اہل ایمان میں مشترک ہے، ہر صاحبِ ایمان اس میں شریک ہے ولایت عامہ کو لطف الٰہی سے قرب ہے اور اس طرح تمام مومنین حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے لطف سے قریب ہوئے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے استغفار کے ذریعہ کفر سے ان کو نکال لیا ہے اور نور ایمان عطا فرمادیا ہے اور وہ اس کے نزدیک ہوگئے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ

http://Ashrafi.org

اِلَى النُّوْرِ ۵ ط ۱؎ (یعنی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے اور ان کو وہ تاریکی سے روشنی میں نکال کرلایا) یہ تھی ولایت عامّہ۔

ولایتِ خاصّہ

ولایت خاصّہ ارباب سلوک میں جو حضرات واصلان حق ہیں ان کیلئے مخصوص ہے۔

وھی عبارۃ عن فناء العبد فی الحق وبقائه ـ قالوا الو لیّ ھوالفانی فیه وا لباقی به

(اور اس سے مراد بندے کا حق میں اور اس کی بقا میں فنا ہونا ہے اور کہا ہے کہ ولی وہ ہے جو اللہ میں فانی ہو اور اس کے ساتھ باقی ہو)

حضرت کبیر نے عرض کیا کہ فنا سے کیا مراد ہے آپ نے فرمایا کہ فنا سے مراد سیر الی اللہ کی منتہا ہے اور بقا کے معنی ہیں سیر فی اللہ کی ابتدا۔

سیر الی اللہ کا اختتام اس وقت ہوتا ہے کہ درویش بادیہ وجود کو صدق کے قدموں سے یکبارگی طے کرلے اور سیر فی اللہ اس وقت متحقق ہوگی کہ اللہ تعالیٰ بندہ کو وجودی اور ذاتی فناء مطلق کے بعد تمام۔ آلائش حدوث سے پاک فرمادے تاکہ وہ اس عالم میں اوصاف الٰہی اور اخلاق نامتناہی سے متصف ہوکر ترقی کرے۔ شیخ ابوعلی جرجانی قدس اللہ سرہٗ کہتے ہیں۔الولی ھوالفانی من حاله والباقی فی مشاھدۃ الحق لم یکن له عن نفسه اخبارُ لامع غیر اللّٰه قرار (یعنی ولی وہ ہے جو فانی ہوا اپنے حال سے اور مشاہدہ حق میں اس طرح باقی ہو کہ اس کو نہ اپنے نفس کی خبر ہو اور نہ غیر اللہ کے ساتھ قرار ملے)

حضرت ابراہیم ادہم نے ایک شخص سے فرمایا کہ تم ولی بننا چاہتے ہو، اس نے کہا جی ہاں! چاہتا ہوں تو آپ نے فرمایا تو پھر تم دنیا کی کسی چیز سے رغبت نہ رکھو اور نہ عقبیٰ کی کسی چیز سے، اپنے نفس کو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے فارغ بنالو اور اس کی طرف متوجہ ہوجاؤ۔

ولی کون ہے

حضرت قدوۃ الکبرا نے رسالہ قشیریہ سے یہ قول نقل فرمایا: تحقیق ولی کے دو معنی ہیں ایک فعیل کے وزن پر بمعنی مفعول یعنی وہ شخص جس کے امر کا متولی اللہ تعالیٰ ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ـ (اور وہ ذمہ دار ہے صالحوں کا) اور وہ اس کو اس کے نفس کے حوالے نہیں کرتا۔ ایک لحظہ کے لئے بھی اور اللہ تعالیٰ اپنی ذمہ داری کی رعایت فرماتا ہے۔ اور دوسرے معنی فعیل بمعنی فاعل ہیں یعنی وہ ذمہ دار ہے حق تعالیٰ کی بندگی، اس کی اطاعت اور عبادت کا اور اس پر تواتر کے ساتھ یہ ذمہ داری جاری ہے بغیر اس کے کہ نافرمانی درمیان میں آئے پس یہ دونوں وصف موجود ہونے چاہئیں تاکہ ولی ولی بن جائے یعنی اس کا حق تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی پر تمام وکمال قائم ہوجانا اور حق تعالیٰ کا ہمیشہ اسکا محافظ ہونا خواہ خوشی ہو یا رنج۔

حضرت کبیر نے شرائط ولی کے بارے میں عرض کیا کہ ان کی صراحت فرمائیں:

۱؎ پ۳ سورہ بقر ۲۵۷

http://Ashrafi.org

قال الا شرف: الولی قلبه مستانس باللّٰه متوحش عن غير اللّٰه ۔

اشرف نے فرمایا: کہ ولی وہ ہے جس کا دل حق سبحانہٗ وتعالیٰ سے انس رکھے اور غیر حق سے متوحش اور گریزاں ہو۔ اس ارشاد کے بعد حضرت قدوۃ الکبرا نے شرائط ولی کے سلسلہ میں ارشاد فرمایا کہ:-

شرط ولی یہ ہے کہ گناہوں سے محفوظ ہو جس طرح نبی کی شرط یہ ہے کہ معصوم ہو اور جس کسی پر بھی از راہِ شریعت اعتراض ہو (للشرع علیه اعتراض) پس وہ مغرور اور فریب خوردہ ہے۔ (ولی نہیں ہے)

پاس شریعت

حضرت ابو یزید بسطامی قدس سرہٗ ایک ایسے شخص سے ملنے کو چلے جس کی ولایت آپ سے بیان کی گئی تھی جب ان کی مسجد کے قریب آپ پہنچے تو ان کے باہر آنے کے انتظار میں بیٹھ گئے کچھ دیر بعد وہ شخص باہر نکلا تو اس نے قبلہ کی طرف تھوک دیا۔ شیخ ابو یزید بسطامی قدس سرہٗ وہاں سے پلٹ پڑے اور اس شخص کو سلام بھی نہیں کیا اور فرمایا کہ جب آداب شریعت کا بھی اس شخص کو پاس نہیں ہے تو یہ اسرار خداوندی کا امین کس طرح ہوسکتا ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ کوئی شخص شیخ ابو سعید ابوالخیر قدس سرہٗ کی خدمت میں پہنچا اور اس نے اپنا بایاں پاؤں پہلے مسجد میں رکھا شیخ قدس سرہٗ نے اس سے فرمایا لوٹ جاؤ کہ جو شخص دوست کے گھر میں داخل ہونے کے آداب سے واقف نہیں ہے اس سے ہم کلام وہم نشین ہونا مناسب نہیں ہے حضرت کبیر نے عرض کیا کہ ولی کے لیے شرطِ محفوظ سے مراد تمام عصیاں سے محفوظ ہونا ہے یا بعض سے؟ تو آپ نے فرمایا کہ شرط یہ ہے۔ کہ اصرار علے معصیت سے محفوظ رہے تا کہ گناہ پر اس کا قیام نہ ہو یہ بھی کہا گیا ہے کہ ولی صغیرہ گناہوں پر بھی قائم رہنے سے محفوظ ہے (صغیرہ گناہوں پر اصرار نہیں ہے) جنید قدس سرہٗ سے ایک شخص نے سوال کیا ولی سے زنا سرزد ہوسکتا ہے؟ اے ابوالقاسم!! آپ کچھ دیر سر جھکائے رہے۔ پھر فرمایا خداوند تعالیٰ نے ہر کام کا اندازہ مقرر کر دیا ہے (یعنی جو کچھ اس نے مقرر کر دیا ہے اس کا صدور ضروری ہے)

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ میں نے شیخ علاؤ الدولہ السمنانی (قدس سرہٗ) سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ انبیا علیہم السلام عمداً اظہار گناہ کرنے سے معصوم ہیں اور اولیاء کرام گناہ کی ذلت سے محفوظ ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ

اِنْ تَغْفِرُ اَللّٰهُمَّ تَغْفِرُ جَمًّا — بخشتا ہے تو بخش سب کو خدا

وَاَیُّ عَبْدٍ لَكَ لَا لَمَمَا — کون بندہ ہے بے گناہ ترا

مجھ بیچارے کے نزدیک کوئی گناہ اس سے بدتر نہیں کہ بندہ خود کو خطا کار اور مجرم نہ سمجھے۔

اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم شرط ولایت ہے حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ ولی کی شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے ۔ کہ وہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا قولاً، فعلاً اور ازروئے اعتقاد تابع ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد

http://Ashrafi.org

ہے کہ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ ۔(اے رسول فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھنا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو) پس سلوک و طریقت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے راستہ کو طے کرنے میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرنی چاہئے۔ تابع پابند ہے اپنے متبوع کے حکم کا انہی لوگوں کے حق میں ہے ماسویٰ سے کلی طور پر اعراض کرے اور خواہشات (ہوا) سے قطعی گریزاں رہے اسی طرح دنیاوی خیر و شر کی طرف التفات نہ کرے کیونکہ ولی کی نظر میں کونین کا وجود اور عدم دونوں یکساں ہیں جس کو یہ دولت دارین (ولایت) مل گئی ہے اُس کو تخت سلطنت پر جلوس فرمانے کی مطلقاً خواہش نہیں ہوتی۔ یہ ارشاد فرمانے کے بعد حضرت نے اپنے دیوان سے یہ غزل پڑھی:

وصل تو چون دست و ادملک جہان گومباش	وصل ترا جب ہوا ملک جہاں گو نہو
لعل تو چون حاصل است گوہر جان گومباش	لعل لب ہے رونما گوہر جاں گو نہو
آیت حسن ترا حاجت تفسیر نیست	مصحف رخ کو نہیں حاجتِ تفسیر ہے
صورت خورشید راشرح وبیان گومباش	صورت خورشید کی شرح و بیاں گو نہو
صف شکن عاشقان فتنۂ آخرزمان	صف شکن عاشقان فتنۂ آخرزمان
غمزہ ابروئی تست تیروکمان گومباش	غمزۂ ابرو تراتیرو کمان گو نہو
عاشق روئی تونیست طالب دنیا ودین	ہاں ترا عاشق نہیں طالب دنیا و دین
آرزوئ جان توئی کون ومکان گومباش	آرزوئے جاں ہے تو کون و مکاں گو نہو
گردش گردون اگر قطع شودگو بشو	گردشِ گردوں اگر ختم ہو تو کھدے ہو
حاصل فطرت توئی دور زمان گومباش	حاصل فطرت ہے تو دور زماں گو نہو
بی تونیرَزدجوی ہرچہ بود درجہان	تیرے بغیر دو جہاں جو کے برابر نہیں
مایۂ جانہا توئی سودوزیان گومباش	مایۂ جان تو ہی ہے سودوزیاں گو نہو
آتش عشق اربسوخت خرمن ماگو بسوز	آتشِ عشق گر جلائے مجھ کو تو کہدے جلا
اشرف شوریدہ رانام و نشان گومباش	اشرف شوریدہ کا نام ونشان گو نہو

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ ولی کی ایک شرط یہ اور ہے کہ وہ عالم ہو جاہل نہو منفصل ہو متصل نہ ہو۔ جب منفصل ہو جائے گا تو پھر متصل ہو جائے گا جیسا کہ شیخ شبلی نے فرمایا ہے کہ طہارت انفصال ہے اور نماز اتصال ہے۔ اگر طہارت میں غیر خدا سے منفصل نہ ہوگا تو نماز میں اللہ سے متصل بھی نہ ہوگا۔ جب اتصال انفصال کا نتیجہ ہے تو منفصل صاحب کشف ہوگا اور صاحب کشف عالم ہوگا اور جاہل نہ ہوگا اور عالم ربانی ولی ہوتا ہے اور حق تعالیٰ کا ولی جاہل نہیں ہوتا۔ ان اللہ لا یتخذو لیا جاھلاقط (اللہ تعالیٰ ہرگز کسی جاہل کو اپنا دوست نہیں بناتا)

علم وراثت حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا اگر علم کا چراغ ولی کے دل میں نہ ہو تو اُسے شر کی خبر نہیں

http://Ashrafi.org

ہوسکتی اور وہ صحرائے ظلمت اور دشتِ کدورت میں مارا مارا پھرتا رہے۔ ہاں اس علم سے مراد علم مدرسہ نہیں ہے بلکہ وہ علم ہے جسے علم وراثت کہا گیا ہے۔علماء انبیاء کرام کے وارث ہے۔ یہ علم تصرف الٰہی اور اسکی لامتناہی عنایت سے حاصل ہوتا ہے۔

قال الا شرف:

ان اللّٰہ ناصر الذین امنوا ثم اخرجھم عن حجب الطبیعت و کشف عن قلوبھم نورا لاحدیت (یعنی االلہ تعالیٰ ان حضرات کا مددگار رہے جو ایمان لائے اور اللہ تعالےٰ نے ان کو حجاب ہائے طبیعت سے باہر نکالا اور نور احدیت ان کے دلوں پر ظاہر کردیا) اگر اس علم سے علم مدرسہ۔ (دراست) مقصود ہوتا تو پھر علمائے ظاہر ہی سر حلقۂ اولیاء روزگار اور پیشوائے اصفیائے نامدار ہوتے اور ایسا نہیں ہے اس لحاظ سے یہ ثابت ہوا کہ ولی کو علم وراثت کا عالم ہونا چاہئے۔ اس موقع پر حضرت نور العین نے عرض کیا کہ علم وراثت سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا علم وراثت وہ علم ہے جو بغیر تعلیم کے حاصل ہوتا ہے اور یہ ایک ایسا سبق ہے کہ بغیر رابطہ تکلم کے سمجھا جاتا ہے جیسا کہ میت کا ترکہ جو علماء ظاہر میں مشہور ہے کہ بغیر محنت کے صرف رشتۂ قرابت سے حاصل ہوجاتا ہے اور وہ علم لدنی ہے وَ عَلَّمۡنٰہُ مِنۡ لَّدُنَّا عِلۡمًا (اور ہم نے اپنے پاس کے علم سے اس کو تعلیم دی) کے خزانہ سے ولی کو کچھ حصّہ دیا جاتا ہے اگرچہ از روئے ظاہر ابجد آشنا بھی نہیں ہوتا۔ ہمارے مجذوب حافظ شیرازی نے کیا خوب کہا ہے۔

نگارمن کہ بمکتب نہ رفت و خط نہ نوشت	مرا حبیب کہ مکتب گیا نہ کچھ لکھا
بغمزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد	اداو ناز سے لکھے پڑھوں کو درس دیا

چنانچہ ایسے حضرات متقدّ مین صوفیہ کرام میں بھی بہت ہیں اور متاخرین بزرگوں میں بھی بکثرت ہیں۔ ایک ان میں سے حضرت شیخ الاسلام احمد النامقی الجامی رحمتہ اللہ علیہ تھے ۲۲ سال کی عمر میں توبہ کی توفیق ہوئی پہاڑ پر جاکر عبادت و ریاضت میں مشغول ہوئے۔ اٹھارہ سال کے بعد جب کہ ان کی عمر چالیس سال کی تھی تو انہیں مخلوق میں بھیجا گیا۔ علم لَدُنّی کے دروازے ان پر کھولے گئے تھے چنانچہ تین سو سے زیادہ رسالے انہوں نے علم توحید و معرفت علم سّر و حکمت، روش طریقت و اسرار حقیقت میں تصنیف کئے ہیں اور اتنے بلند پایہ کہ کوئی عالم اور دانشمندان کے کسی قول پر اعتراض نہیں کر سکا اور نہ کر سکتا ہے آپ کی یہ تمام تصنیفات نصوص قرآنی اور احادیث مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل ہیں۔ ہر قول کی دلیل نص یا حدیث سے لاتے ہیں آخر عمر تک حضرت شیخ الاسلام احمد النامقی کے ہاتھ پر تقریباً تین لاکھ افراد نے توبہ کی سعادت حاصل کی اور گناہ کے راستہ سے پلٹے اور سعادت و معرفت کی راہ پر گامزن ہوئے۔

شیخ ابو سعید ابو الخیر قدس سرہٗ نے اس خرقہ کو جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے چلا آرہا تھا اور بیس مشائخ کاملین نے اسکو پہنا تھا شیخ الاسلام کو دیا۔ حضرت شیخ ابو الحسن خرقانی اور حضرت شیخ ابو العباس قصّاب

قدس اللہ سرہما بھی محض امی تھے اور ایسے امی کہ کاف اور قاف میں بھی تمیز نہیں کر سکتے تھے ایک بزرگ شخص کو کہتے تھے انت ماشوکی (انت معشوقی) اس کے باوجود یہ حضرات یگانۂ روزگار اور فرید عصر گزرے ہیں اور غوث جو اکابر کا سرِ حلقہ اور سردار ہوتا ہے وہ تھے اور ہر ایک بزرگ ان سے فیض حاصل کرتا تھا۔

شیخ احمد جام کا نابینا کو بینا کرنا

حضرت قدوۃ الکبرا نے ارشاد فرمایا کہ ایک روز حضرت شیخ احمد جام کو شیخ الاسلام عبداللہ انصاری کی خانقاہ سے کسی دعوت میں لوگ لے جا رہے تھے جب خادم نے جوتا سامنے رکھا شیخ نے فرمایا کہ ذرا ٹھہر جاؤ ایک ضروری کام ہے کچھ دیر کے بعد ایک ترکمان اپنی بیوی کے ساتھ حاضر خدمت ہوا اس کے ساتھ ایک ۱۳ سال کا بہت ہی خوبصورت لڑکا بھی تھا لیکن نابینا! انہوں نے کہا کہ اے شیخ اللہ تعالےٰ نے ہم کو دنیا کی ہر نعمت عطا فرمائی ہے لیکن اس بیٹے کے علاوہ اور کوئی اولاد نہیں ہے جہاں کہیں کسی بزرگ طبیب یا مزار کے بارے میں ہم نے سنا ہم وہاں گئے لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ ہم نے سنا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے جو کچھ طلب فرماتے ہیں وہ پورا ہو جاتا ہے۔ آپ ہمارے اس لڑکے پر توجہ فرمائیں تا کہ اس کی آنکھیں روشن ہو جائیں۔ ہمارے پاس جو کچھ ہے آپ پر قربان!! اگر ہمارا مقصد پورا نہیں ہوا تو ہم آپ کے در پر سر پٹک پٹک کر جان دے دیں گے۔ حضرت شیخ نے فرمایا عجیب معاملہ ہے مردہ زندہ کرنا اور، نابینا کو بینا کر دینا کوڑھی کو تندرست کرنا یہ سب تو حضرت عیسے علیہ السلام کا معجزہ تھا۔ احمد کون ہے اور اس کی کیا ہستی ہے اس سے بھلا یہ محال کام کیسے ہوگا یہ کہہ کر وہ جانے لگے ترکمان اور اسکی بیوی نے سر زمین پر پٹکنا شروع کر دیا۔ جب حضرت شیخ دالان میں پہنچے تو ایک عظیم حالت آپ پر طاری ہوئی۔ اور آپ کہنے لگے ہم کریں گے ہم کریں گے۔ وہاں موجود چند حضرات نے یہ جملے سنے۔ حضرت شیخ دالان ہی سے پلٹ پڑے اور خانقاہ میں تشریف لائے۔ اور چبوترے کے کنارے پر بیٹھ گئے اور فرمایا اس نابینا لڑکے کو لایا جائے چنانچہ لڑکے کو آپ کے روبرو لایا گیا آپ نے اپنے دونوں انگوٹھے اس کی دونوں آنکھوں پر رکھا اور کھینچ لیا اور فرمایا اُنۡظُرۡ بِاِذۡنِ اللّٰہِ (دیکھ اللہ کے حکم سے) اسی وقت اُس نابینا لڑکے کی دونوں آنکھوں میں روشنی لوٹ آئی۔ وہاں موجود چند حضرات نے آپ سے دریافت کیا کہ پہلی مرتبہ تو آپ کی زبان مبارک سے وہ کلمات ادا ہوئے اور پھر یہ کلمات ادا ہوئے کہ ہم کریں گے ہم کریں گے یہ دونوں باتیں کس طرح درست ہوسکتی ہیں۔ حضرت شیخ نے جواب دیا کہ جو کچھ اول مرتبہ کہا گیا وہ احمد کا قول تھا اور اسکے علاوہ کچھ اور ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ جب میں دالان میں پہنچا تو ندا آئی کہ احمد ٹھہرو! زندہ کرنا حضرت عیسےٰ علیہ السلام ہی کا کام تھا۔ اور کوڑھی کو اچھا کرنا بھی ان ہی کا کام تھا اب تم بھی کہہ دو کہ ہم کریں گے ہم کریں گے ہم نے اس لڑکے کی آنکھوں کی روشنی اب تیرے اختیار میں دے دی ہے۔ غیب کی یہ آواز میرے دل میں اس طرح آئی اور یہ کلمات اس طرح دل میں اترے کہ میری زبان سے بھی وہی کلمات ادا ہو گئے!! پس وہ قول اور فعل جو کچھ بھی تھا وہ حق تعالیٰ کی طرف سے تھا جو احمد کے ہاتھ اور زبان سے ظاہر ہوا۔

شیخ محمد معشوق طوسی کا اپنی قبا بند کرنا

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ معشوق طوسی مجذوب زمانہ کے

http://Ashrafi.org

بہترین دانشمندوں میں سے تھے۔طوس میں آپ کا قیام تھا اور آپ کا مزار بھی طوس میں ہے۔حضرت قدوۃ الکبرا محض آپ کی زیارت کے لیے نیشا پور تشریف لے گئے تھے۔ یہ مزار طوس کے ایک گاؤں میں واقع ہے۔ بقول ایک درویش، شیخ عین القضاہ ہمدانی نے اپنے بعض رسائل میں لکھا ہے کہ شیخ محمد معشوق نماز نہیں پڑھتے تھے۔خواجہ محمد عمویہ اور شیخ احمد غزالی قدس اللہ سرہما سے روایت ہے کہ قیامت کے دن صدیقوں کو یہ تمنا ہوگی کہ وہ خاک ہوتے اور محمد معشوق اس خاک پر اپنا پاؤں رکھتے۔یہی مجذوب محمد معشوق ایک روز طوس کی جامع مسجد میں پہنچ گئے اس وقت شیخ ابوسعید ابوالخیر (قدس سرہٗ) وعظ کہہ رہے تھے۔محمد مشعوق نے اپنی قبا کا بند (جس کو وہ ہمیشہ کھلا رکھتے تھے) باندھ لیا۔بندِ قبا باندھتے ہی شیخ ابوسعید خاموش ہوگئے (زبان کو یارائے گویائی نہ رہا) کچھ دیر کے بعد جب بولنے کی سکت پیدا ہوئی تو بولے اے سلطان عصر: اے سرور!! قبا کا بند کھول دیجئے کہ آپ نے اپنا بند باندھ کر ساتوں آسمانوں اور زمین کو باندھ دیا ہے۔

اللہ اللہ! یہ کیسے امّی تھے کہ علوم اولین وآخرین کے چشمے ان کی زبان ودل سے جاری تھے۔

پھر حضرت نے زبان مبارک سے فی البدیہہ شعر ارشاد فرمایا۔

زہے معشوق چون بند قبابست   خوشا معشوق بندش کی قبا کی
ہزاران بند بردل از جفابست   تو دل پر گتھیاں ڈالیں جفا کی

ایک دن حضرت قدوۃ الکبرا کے سامنے عطاء علم غیبی کی بات نکلی فرمایا کہ اہل اللہ اور درویشوں کے لئے علم غیبی عطا کرنا اور پوشیدہ سچی باتوں کو ظاہر کر دینا آشِ جو کھانے سے زیادہ آسان ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرا کا حضرت نور العین سے تصّرف کروانا

حضرت کی خاطر شریف میں اکثر یہ بات پیدا ہوتی کہ حضرت نور العین کے تصرف کو دوسروں کے اندر بچشم خود ملاحظہ فرمائیں اور دیکھیں کہ حضرت کا کمالِ تصرف بعینہ ان میں سرایت کر چکا ہے یا نہیں جیسا کہ استاد شاگرد کی تربیت کرتا ہے تو اس کی یہ خواہش بھی ہوتی ہے کہ اپنی تربیت کا اثر اپنے شاگرد میں بچشم خود ملاحظہ کرے تاکہ اس میں یہ اعتماد پیدا ہو جائے کہ اس کی تربیت اثر کر چکی ہے اور اگر شاگرد کے معاملہ میں کہیں خامی رہ گئی ہو تو اس خامی کا تدارک کر دے اس خیال کے پیش نظر حضرت قدوۃ الکبرا نے حضرت نور العین سے ارشاد کیا کہ امیر علی بیگ نے ایک عرصہ دراز سے اس خاندان اور دودمان عالی کی خدمت کی ہے۔اب اس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی ہے کہ وہ راہ سلوک پر گامزن ہو اور طریقت کے سفر کو اختیار کرے اور کسی نے بھی اس کی باطنی تربیت اب تک نہیں کی ہے میں چاہتا ہوں کہ تم میرے سامنے ہی اس کی تربیت معنوی میں مشغول ہو جاؤ تاکہ میں اس کا اثر ملاحظہ کروں اور مجھے تمہاری قوت تصرف پر بھی اعتماد ہو جائے۔

حضرت نور العین نے جب یہ سنا تو از رد ئے انکسار، عجز واضطرار عرض کیا کہ جہاں آسمان ہدایت کا آفتاب اور زمانہ پیشوائی کا سلطان جمشید جناب کے رحم وکرم کے محلسرائے شرافت میں جلوہ افروز ہو وہاں میری کیا طاقت ہے اور اللہ تعالیٰ اس آفتاب عالمتاب پر زوال نہ ڈالے بالنبی وآلہ الا مجاد

جمالت آفتاب ہر نظرباد تیرارخ آفتاب ہر نظر ہو
زخوبی روئ خوبت خوب ترباد صفامیں خوب سے بھی خوب تر ہو
ہمائ ہمتت راہچو شہباز رہے ہمت کا طائر مثل شہباز
رہ شاہان عالم زیرِ پر باد کہ ہر اک شاہ جس کے زیرِ پر ہو

اور ذات بابرکات کہ اسرار الٰہی کی مظہر ہے اور صفات والا درجات کہ نامتناہی انوار کا سرچشمہ ہے آسمان وزمین کا ماوا وملجا ہے۔ تندرستی وصحت کی گودوں میں ہمیشہ پلا کرے۔

مثنوی

جنابت تا قیامت درامان باد قیامت تک رہے یہ دراماں میں
تراہرچہ ازخدا خواہم ہمان باد جو میں مانگوں ملے تم کو جہاں میں
چودر کون دمکان تنفیذ حکمت ترے احکام عالم میں ہوں نافذ
روان درتن روان حکمت روان باد ہے جیسے جسم میں جاں جان جاں میں
برین کون و مکان حکمت چہ باشد فقط کون و مکاں پر حکم کیا ہے
مثال تورواں برلا مکان باد ترافرمان ہو جاری لا مکاں میں
جوبیت الشرق شوکت آفتابت ترے اقبال کے مطلع سے سورج
بہ برجِ اقتدایت دُرخشاِن باد رہے روشن زمین و آسماں میں
برایت تا قیامت من چہ خواہم قیامت تک تمہیں میں کیا دعادوں
کزامکان بیش صدلک سالیان باد رہو بعد از قیامت بھی جہاں میں
بساطِ شرف را دیگر حریفی مقابل تیری عظمت کا نہیں ہے
جہان رانیست تا آخر جہان باد کہیں کوئی زمین و آسماں میں
بچشمِ معرفت چون قرۃالعین جسے دیکھو مثالِ قرۃالعین
بہر کس بنگری ازعارفان باد وہ داخل ہو گروہ عارفاں میں
بصدر عارفان و کاملان ہم بزرگوں کی مجالس کے رہو صدر
مکانِ مصدرِ تو جاودان باد صدارت ہو تری ہر اک زماں میں
نگاہ یمن بکشا بریمانی یمانی پر نگاہ لطف ہو جائے
ازعین لطفِ چون جزء یمان باد گِنا جائے گروہ موموناں میں

آفتاب عالمتاب کے ہوتے کسی دوسرے کی کیا مجال کہ تصرف وجذبہ کے زور میں اپنے کو دشواری میں ڈالے اور غریب ستارہ کی کیا طاقت کہ صاف اور روشن آفتاب کے سامنے تصرف کا دم مارے

http://Ashrafi.org

گفتن بر خورشید کہ من چشمۂ نورم	خورشید سے کہنا کہ میں ہوں چشمۂ انوار
دانند بزرگان کہ سزاوار سہانیست	معلوم ہے سب کو کہ سُہا کو نہیں زیبا

لیکن جب ادھر سے اصرار زیادہ ہوا تو سرتابی کی مجال نہ تھی اور آداب وطریقت کے خلاف تھا لہذا امیر علی بیگ کی باطنی تربیت پر آپ (نورالعین) کمربستہ ہو گئے۔حضرت نورالعین مراقبہ میں بیٹھے اور امیر علی بیگ کے تصرف باطن پر متوجہ ہو گئے اور انجذاب روحانی پر توجہ فرمائی۔ذراسی دیر کے بعد تصرف کے آثار امیر علی بیگ کے بشرہ سے ظاہر ہونے لگے اور توحید آمیز اور وجد انگیز کلام ان کی زبان سے ادا ہونے لگا۔اس کلام کی بلندی کا یہ عالم تھا کہ اس وقت بعض عالم بھی جو وہاں بیٹھے ہوئے تھے اس کو نہیں سمجھ سکے ان علما میں بعض ایسے بھی تھے جو درویشوں کے حال کے منکر تھے۔حضرت قدوۃ الکبرا نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تمام لوگ اس بات سے واقف ہیں۔کہ امیر علی بیگ ایک ان پڑھ ترک ہے۔اب آپ میں سے جس کو کسی علم میں کچھ اشکال پیش ہو تو امیر علی بیگ سے دریافت کیجئے اگر وہ اس کو حل نہ کر دیں تو میں ضامن!!

آپ کے ارشاد کے بموجب علما نے عجب عجب سوالات کیے اور علم ہیئت وفلک کے پیچیدہ مسئلے امیر علی بیگ سے دریافت کیے انہوں نے ہر مشکل کا ایک جواب نہیں بلکہ دس دس جوابات دیے۔بلکہ دس کے سو درست جوابات دیے۔اور وہ ان مشکل مسئلوں کو اس طرح حل کر رہے تھے کہ ان عالموں کے فہم سے بھی بالاتر تھا۔صحیح یہ ہے کہ آپ کے التفات کے آفتاب کا ایک پرتو بھی اگر کسی پر پڑ جائے ذرہ کے نور سے تمام عالم جگمگا اٹھے۔

چوتابد ذرہ ازخورشید اطلاق	ذرا بھی چمکے گر خورشید اطلاق
درخشاند سراسر جملہ آفاق	چمک اٹھے اسی دم سارا آفاق
برافتد بر دلی ازنور خورشید	جو پڑ جائے کسی پر نور خورشید
سراسر ملک گیرد ہمچو جمشید	تو بالکل ملک لے لے مثل جمشید

دوسرے شخص کو اپنی ولایت اور نعمت بخشنا

حضرت کبیر نے خدمت والا میں عرض کیا کہ عام وخاص میں یہ بات مشہور ہے کہ فلاں بزرگ نے اپنی وفات کے وقت اپنی ولایت کے آثار اور اپنی نعمت دوسرے کو بخش دی۔یہ عجیب سی بات معلوم ہوتی ہے کہ وہ ولایت جو ہزار محنت کے بعد حاصل کی جاتی ہے اور وہ نعمت جو صدہا رحمتوں کے بعد حاصل ہوتی ہے اور جب کہ آخرت میں اس سے محظوظ ہوتے ہیں اور درجات عالیہ اس کی بدولت نصیب ہوتے ہیں پس ایسی ولایت اور نعمت دوسروں کو کس طرح دی جاسکتی ہے اور اگر دے دینا درست مان لیا جائے تو بعض اولیائے کرام میں وہ تصرف جو زندگی میں ان کو حاصل تھے انتقال کے بعد کس طرح باقی رہتے ہیں جبکہ وہ اپنی ولایت اور نعمت دوسرے شخص کو بخش چکے ہوتے ہیں۔حضرت کبیر کے مزکورہ سوال کے جواب میں حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ اس ایثار و لایت اور عطائے نعمت سے مراد یہ نہیں ہے کہ وہ اپنی مخصوص ولایت اور اپنی خاص نعمت دوسرے کو دے دیتے ہیں بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ طریقہ اور شعار کسی کو بخش دیا

جاتا ہے جو بخشنے والے کی ذات تک مخصوص تھا اور دوسرا اس سے محروم تھا تاکہ جسے یہ نعمت وروش اور طرز خاص بخشی گئی ہے اس روش اور اصولِ سلوک کو اپنا کر اس راہ کو طے کرے۔

حضرت شیخ خواجگی نے فرمایا ہے کہ شیخ کے پاس نعمت وِلایت (واؤ کو زیر سے) اور دولت وَلایت (واؤ کو زبر سے) دونوں ہوتی ہیں۔ جو کچھ خلق سے لگاؤ ہے وہ پہلی ولایت ہے مثلاً مرید کو خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا جائے اور طریقت کے آداب اس کو سکھائے جائیں۔ لیکن دوسری ولایت محبتِ الٰہی اور حضرت سرورکونین صلے اللہ علیہ وسلم کا قرب ہے جب ایک شخص دنیا سے انتقال کرتا ہے تو اس پہلی ولایت کو جس کسی کو چاہتا ہے دے دیتا ہے۔ اگر وہ خود کسی کو نہیں دیتا تو حق تعالےٰ اپنے دوستوں میں سے کسی کو بخش دیتا ہے۔ لیکن دوسری ولایت (محبت خدا اور سول) وہ اپنے ساتھ لے جاتا ہے اور وہ اسی کے ساتھ باقی رہتی ہے۔

اگر زینجا سفر درپیش گیرم — کروں گا کوچ جب دنیا سے اللہ
زعشقت زادراہ خویش گیرم — تو تیرا عشق ہوگا توشۂ راہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خرقہ

حضرت قدوۃ الکبرا (قدس سرہٗ) نے فرمایا کہ حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر (قدس سرہٗ) جس خرقہ کو پہن کر عبادت کیا کرتے تھے وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ سے ان کو مشائخ سے سلسلہ بہ سلسہ پہنچا تھا۔ ان کو بتا دیا گیا تھا کہ تم یہ خرقہ احمد کے سپرد کر دینا۔ شیخ ابوسعید ابوالخیر نے اپنے فرزند شیخ ابوطاہر کو وصیت کی کہ میرے مرنے کے چند سال بعد ایک نوجوان، نوخط بلند وبالا۔ حسن میں یوسف، نیلگوں چشم، جس کا نام احمد ہوگا تمہاری خانقاہ میں آئے گا۔ اس وقت تم اپنے اصحاب واحباب کے درمیان میری جگہ بیٹھے ہوگے۔ تم یہ خرقہ یقیناً اس نوجوان کے سپرد کر دینا جب شیخ ابوسعید ابوالخیر کا وقت آخر آیا تو شیخ ابوطاہر کے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی کہ اپنی ولایت ونعمت حضرت شیخ مجھے عطا فرمادیں۔ حضرت شیخ نے آنکھیں کھول دیں اور فرمایا کہ جس ولایت ونعمت کی تم آرزو کر رہے ہو وہ دوسرے کو دے دی گئی ہے اور ہماری مشیخت کا علم خرابات کے دروازہ پر گاڑ دیا گیا ہے اور ہماری روش اور ہمارا کام ان کے سپرد کر دیا گیا ہے کوئی بھی اس صورت کو نہ سمجھ سکا۔ شیخ کی وفات کے چند سال بعد ایک رات ابوطاہر نے آپ کو خواب میں دیکھا کہ شیخ ابوسعید اپنے چند دوستوں کے ساتھ بہت تیزی کے ساتھ کہیں جا رہے ہیں ابوطاہر نے پوچھا اے شیخ یہ کیسی عجلت ہے انہوں نے جواب دیا کہ تم بھی چلو! کہ قطب الاولیاء تشریف لا رہے ہیں۔

دوسرے دن، شیخ ابوطاہر خانقاہ میں بیٹھے تھے کہ ایک نوجوان داخل ہوا جو اُن صفات سے موصوف تھا جو شیخ ابوسعید نے بیان کی تھیں ابوطاہر فوراً سمجھ گئے کہ یہی وہ عظیم ہستی ہے شیخ ابوطاہر نے ان کی بہت عزت وتکریم کی لیکن بتقاضائے بشریت انہیں خیال پیدا ہوا کہ میں اپنے باپ کا خرقہ ہاتھ سے کیوں جانے دوں شیخ ابوطاہر کے دل میں یہ خطرہ گذرا ہی تھا کہ اس نوجوان نے کہا کہ اے خواجہ امانت میں خیانت روا نہیں ہے خواجہ ابوطاہر بہت خوش وقت ہوئے اور فوراً اٹھے اور وہ خرقہ جو شیخ ابوسعید ابوالخیر کے وقت سے اب تک یہاں موجود تھا لا کر

http://Ashrafi.org

اس نوجوان کو پہنا دیا شیخ احمد جام قدس سرہٗ کے بعد معلوم نہیں وہ خرقہ کس کے پاس گیا اور یہ شیخ احمد جام قدس سرہٗ اپنی ابتدائی زندگی میں بڑے میخوار تھے۔

حضرت کبیر نے قدوۃ الکبرا سے عرض کیا کہ اولیاءاللہ کی رفعت شان اوران کے مقام اعلی کے سلسلہ میں جو یہ مقولہ لطیف اور کلمہ شریف بیان کیا جاتا ہے اس کا کیا مفہوم ہے یعنی ان اولیاء اللّٰہ لا یموتون ولکن ینتقون من دارٍ اِلیٰ دارٍ(اولیاءاللہ مرتے نہیں ہیں بلکہ ایک مقام سے دوسرے مقام کی جانب منتقل ہوجاتے ہیں)

حضرت قدوۃ الکبرا نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ زیادہ جاننے والا ہے ۔ اس مقولہ کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ موت سے یہاں مراد مرگِ طبعی نہیں ہے بلکہ اس سے مراد موت ارادی ہے جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک سے ظاہر ہے موتوا قبل ان تموتوا (مرجاؤ قبل موت آنے کے)یعنی دوستانِ حق تعالیٰ اور سالکان راہ خداوند تعالیٰ موتِ ارادی سے مرتے نہیں ہیں بلکہ وہ ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف ترقی کرتے ہیں اوراپنی منزل سے دوسری منزل اعلیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ جب کوئی سالک مراتب کمال کا عبور کرے اور ہر سانس پر اسے ایک دوسری رسائی نصیب ہواور ہر دم پر دوسری کامیابی حاصل ہوتو یہ سب حاصل شدہ نعمتوں کا مجموعہ ایک قطرہ ہے اور جو باقی رہ گیا وہ دریا ہے ۔اس کی تمام ظاہری حالت ایک ذرہ ہے اور جو باقی ہے وہ آفتاب ہے۔حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ پاک ہے وہ اللہ جس کی ذات میں کبھی کوئی تبدیلی نہیں ہے اور نہ اس کے صفات کے حاصل ہونے کی کوئی انتہا ہے شیخ سعدی نے بھی اس دریائے بے پایاں کا ایک قطرہ چکھا ہے اوراس آفتاب انوار کا ایک ذرہ دیکھا ہے۔فرماتے ہیں ؎

نہ حسنت غایتی داردنہ سعدی راسخن پایان   نہ تیرے حسن کی حد ہے نہ سعدی بات میں کم ہے
بمیر دتشنہ مستسقی و دریا ہمچنان باقی   مرے بیمار استسقاء پیاسا بحر پھر باقی

دوسرے معنی یہ ہیں کہ اولیاءاللہ اس دنیا میں اپنے تزکیہ جسم وقلب سے اور انوارِ غیبی واسرارِ الٰہی کے کشف وظہور سے اس منزل پر پہنچ جاتے ہیں کہ وہ اپنے مراتب باطنی پر آگاہ ہوجاتے ہیں اوراسی طرح سنزلات کی منازل سے ان کو آگاہی حاصل ہوجاتی ہے اور موت طبعی ایک صفتِ جسمانی ہے اور ایک نفسانی کیفیت ہے، بخلاف روحانی صورتوں کے کہ مثالی لباس پہن کر اور تمثیلی جام پیکر میدان اجسام میں تصرف کرتی ہیں تب ایک مرکب جسمانی میں شان سکندری پیدا ہوجاتی ہے اور عناصر کی تاریکیاں مٹ جاتی ہیں اور حضرت روحانی جس نے آب حیات پیا ہے میدانِ رسائی میں مثالی گھوڑے پر سوار ہوکر اور دریائے کامیابی کشتی خیال پر سوار ہوکر دوڑتا ہے ؎

چوفرس عنصریم را بخورد اسکندر   یقین کہ مرکب دیگر دہند زین خوشتر

http://Ashrafi.org

جو میرا عنصری مرکب کسی سبب سے مرا — یقیں ہے اس سے بھی بہتر خدا کرے گا عطا

لیکن عام لوگ کہ جنہوں نے اپنی نگاہ کو نورِ عرفان سے روشن نہیں کیا ہے اور اپنی باطنی آنکھ میں کیف وحال کا سرمہ نہیں لگایا ہے بے شک اس بڑی دولت اور عظیم الشان نعمت سے محروم رہتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ مَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى [1] — اور جو شخص اس دنیا میں اندھا رہے وہ آخرت میں اندھا ہوگا

پس جو دید و مشاہدہ کی زندگی میں نہ جیا مثل مردہ کے ہے کہ وہ مردوں کے زمرہ میں ہے اور کما تَعِيْشُوْنَ تَمُوْتُوْنَ میں اس کا شمار ہے ایک دوسرا مطلب یہ ہے کہ وہ قول تصرف کے بارے میں ہو کیونکہ بعض اولیاء کو جیسا زندگی میں تصرف تھا اسی طرح مرنے پر ہے جس طرح کہ سانپ ایک گھر سے دوسرے گھر چلا جاتا ہے اور اس کا تصرف باقی رہتا ہے۔ چنانچہ حضرت خواجہ نظام الدین گنجوی (صاحب خمسہ نظامی) کے بارے میں حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ حضرت نظامی علوم ظاہری میں درجۂ کمال پر فائز تھے لیکن سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنی عمر گراں مایہ کو اوّل سے آخر تک قناعت، تقویٰ اور عزلت گزینی میں صرف کیا اور دوسرے شعرا کی طرح حرص و ہوا سے مغلوب ہو کر انہوں نے سلاطین زمانہ کی ملازمت و مدح سرائی اختیار نہیں کی۔ بلکہ خود زمانہ کے سلاطین نے ان سے کسبِ فیض کیا ہے ان کی پانچوں مثنویاں جو پنج گنج کے نام سے مشہور ہیں ان میں بظاہر قصہ کہانی ہے لیکن حقیقت میں ان اشعار میں حقائق و معارف بیان کئے گئے ہیں۔ آپ کے کلمات لطیفہ اور ابیات شریفہ اس بات پر مشعر ہیں کہ اگر کوئی شخص ان کا مقابلہ کرے یعنی ان اشعار کے مقابل میں اشعار کہے یا ان کا جواب دے تو اُسے نقصان پہنچے، خود انہوں نے مخزن اسرار میں کہا ہے۔

تیغ زالماس زبان ساختم — ہے مری الماس زباں تیز تیغ
ہر کہ پس آمد سرش انداختم — نکتہ چین کو کاٹ دیا بیدریغ

حضرت امیر خسرو دہلوی اور حضرت نظامی گنجوی کا عجیب معاملہ

حضرت نظامی گنجوی نے اپنی تصنیف میں خود اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ میری تصانیف کے مقابل میں لوگ اپنی تصانیف سے مقابلہ کریں گے۔ چنانچہ کہتے ہیں۔ **بیت**

دو ہندی برآید ز ہندوستان — نکل آئے دو اہل ہندوستان
یکی دزد باشد دگر پاسبان — کہ اک چور ہے دوسرا پاسبان

خمسہ نظامی کی تصنیف کے وقت سے تا این دم جس کسی نے بھی از روئے مخالفت ان کے کلام کے مقابل میں لکھا یا ان کے خیالات کو اپنی تصنیف میں بنیاد بنایا اس کو ضرور نقصان پہنچا۔ چنانچہ حضرت امیر خسرو نے بھی خمسہ لکھا اور پے خمسہ میں ان کے شعر مذکورہ کا جواب اس طرح دیا انہوں نے کہا تھا کہ

---

[1] پ ۱۵ بنی اسرائیل ۷۲

http://Ashrafi.org

ملک بمیراث نیابد کسی ملک وراثت میں نہ پائے کوئی
تا نہ زند تیغ دودستی بسی تیغ دو دستی نہ بہت گر چلی

حضرت امیر خسرو اس کے مقابلہ میں فرماتے ہیں

گرچہ زند تیغ دودستی بسی تیغ دودستی جو بہت بھی چلی
تاندھر حق نہ بیابد کسی حق جو نہ دے کچھ بھی نہ پائے کوئی

ایضاً ایضاً

دبدبۂ خسرویم شد بلند خسروی کا میری ہوا غلغلہ
غلغلہ در گورِ نظامی فگند قبر نظامی میں پڑا زلزلہ

جب مقابلہ ومکابرہ اس حدتک پہنچ گیا تو ایک رات حضرت نظامی گنجوی کی تلوارِ آبدار پیکر ہمت کے غلاف ومیان سے نکلی اور میدان شعروسخن کے سلطان حضرت امیر خسرو کے سر پر پہنچ گئی تھی کہ فوراً اسپر پناہ حضرت نظام الدین اولیاء بیچ میں آگئے۔

تیغ نظامی کہ برآمد چو برق تیغ نظامی جو چلی مثل برق
تاسر خسرو سرموبود فرق یک سر موتھا سرخسرو سے فرق
ماہ رخش راست دو پیکر شدی ہوتے دوٹکڑے رخِ روشن کے گر
گر نہ بودی پنجۂ پیرش چو ورق پنجۂ پیرآتا نہ بالائے فرق

لیکن حضرت نظام الدین اولیا نے اپنی پناہ میں لے کر فرمایا

" فرزند من است ازسرِ دے درگذرید "خسرومیرا فرزند ہے اس سے درگزر کرو اور اس کا جرم بخش دو۔ روح نظامی نے جواب دیا کہ مردوں کی تلوار بیکار نہیں چلتی پس باغ میں بادخزاں چلنے کی طرح تیغ بے دریغ چلادی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا نے اپنی آستین اس تلوار کے نیچے رکھدی اور وہ کٹ گئی۔

پیش این الماس بے اسپر میا بے سپر اس تیغ کے آگے نہ آ
کز بریدن تیغ رانبود حیا کاٹنے میں تیغ کو کیا ہے حیا

شیخ روزبھان کا قبر میں قرآن پڑھنا حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا: شیخ ابوبکر نے جو شیخ روزبھان قدس سرہ کے اصحاب سے تھے فرمایا ہے کہ ہر صبح کو ہم دونوں ساتھ ساتھ قرآن پاک کی تلاوت کیا کرتے تھے تین پاروں کی تلاوت میں کرتا تھا۔ جب میں تین پارے ختم کر لیتا تھا تو پھر تین پارے شیخ روزبھان رحمتہ اللہ علیہ تلاوت فرماتے تھے۔ جب ان کا انتقال ہوگیا تو دنیا مجھ پر تنگ ہوگئی۔ میں رات کے آخری حصہ میں اٹھا اور میں نے نماز ادا کی اور ان کے مزار کے قریب جا کر بیٹھ گیا پھر میں نے تلاوت شروع کردی تلاوت کرتے کرتے میں رونے لگا کہ اب میں تنہا رہ گیا ہوں ساتھ پڑھنے والا جدا ہوگیا ہے جب تین پارے

http://Ashrafi.org

میں نے ختم کر لیے تو شیخ کی قبر سے میں نے ان کی آواز سنی یہاں تک کی دوسرا عشر (دوسرے تین پارے) انہوں نے پڑھا جب دوسرے احباب (صبح کے وقت) آنا شروع ہوئے تو تلاوت کی آواز ختم ہوگئی۔ایک عرصہ تک یہ صورت حال رہی (یہ معاملہ جاری رہا) ایک دن میں نے کسی دوست سے یہ صورت حال بیان کردی اسی دن سے یہ سلسلہ منقطع ہوگیا اور پھر وہ آواز میں نے نہیں سنی۔

مشائخ کا موت کے بعد تصرف

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا ہے کہ طبقات الصوفیہ میں شیخ ابوالحسن قزدینی کا یہ قول مذکور ہے کہ مشائخ کبار میں سے پانچ مشائخ کو میں جانتا ہوں کہ جو اپنی قبروں سے تصرف فرماتے ہیں بالکل ویسا ہی جیسا کہ وہ زندگی میں تصرف کرتے تھے۔یعنی حضرت معروف کرخی شیخ عبدالقادر جیلانی شیخ محی الدین ابن عربی شیخ عقیل منبجی اور شیخ حیات حرّانی۔

حضرت کبیر نے معروض کیا کہ یہ حضرات تو بیرونی ممالک سے تعلق رکھتے ہیں (دوسری ولایتوں کے ہیں) یہ فرمائیں کہ ہندوستان کے مشائخ میں وہ کون سے حضرات ہیں کہ مرنے کے بعد بھی انکے تصرفات باقی ہیں۔حضرت نے فرمایا کہ مشائخ ہند کے مابین فرق مراتب کرنا سوئے ادب ہے خصوصاً خانوادہ چشتیہ کے مشائخ میں جو ہمارے پیرومرشد ہیں یہ فرق مراتب بے ادبی ہے۔اس خانوادہ عالی کے اکثر وبیشتر اولیاء میں پوری پوری قوتِ تصرف عالم ممات میں باقی ہے خصوصاً سیدی ومرشدی حضرت علاء الحق والدین حضرت نظام الدین اولیا،حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر،حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری (قدس اللہ تعالیٰ واسرارہم)

حضرت غوث الثقلین کا فرمان

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ میں نے طبقات [1] الصوفیہ میں دیکھا ہے کہ حضرت غوث الثقلین (شیخ عبدالقادر جیلانی) کا تصرف ممات میں حیات سے زیادہ ہے کہ حیات میں تھوڑی سی کثافت بشری اور کچھ خبث طبعی باقی تھا جو آپ کے بعض کمالات کے ظہور وصدور میں مانع آتا تھا۔

حضرت غوث الثقلین کے کلمہ "قدمی ھذہ علی رقبہ کل ولی اللہ" کے سلسلہ میں منقول ہے کہ ایک دن جوانی کی عمر میں آپ شیخ حماد دبّاس رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں بڑے ادب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔جب آپ مجلس سے اٹھ کر چلے گئے تو شیخ دبّاس نے فرمایا کہ اس عجمی کا قدم ایک دن تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہوگا وہ یقیناً اس پر مامور ہوگا بلکہ کہے گا:

قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللّٰہ (میرا یہ قدم سب اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے) جب یہ کہے گا تو تمام اولیأ اس وقت اپنی اپنی گردنیں جھکا دیں گے' چنانچہ ایک عرصہ کے بعد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی

---

[1] از حضرت سلمی نیشاپوری۔

http://Ashrafi.org

اپنی خانقاہ میں وعظ فرما رہے تھے۔اور اس وقت مشائخ زمانہ میں سے تقریباً پچاس حضرات وہاں موجود تھے۔ان مشائخ میں شیخ علی ہیتی، شیخ بقا ابن بطو، شیخ ابوسعید قیلوی، شیخ ابوالنجیب سہروردی، شیخ قضیب البان موصلی اور شیخ ابوالمسعو د بھی موجود تھے جیسے ہی اثناء وعظ میں آپ نے فرمایا قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ تو شیخ علی ہیتی منبر کے قریب گئے۔اور آپ کا قدم مبارک پکڑ کر اپنی گردن پر رکھ لیا اور شیخ کے دامن کے نیچے آگئے۔اسی طرح تمام مشائخ عظام نے اپنی گردنیں آپ کے سامنے کر دیں۔شیخ ابوسعید قیلوی کہتے ہیں کہ جس وقت شیخ عبدالقادر نے قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ فرمایا حق سبحانہ،تعالیٰ نے میرے دل میں تجلی فرمائی اور میں نے دیکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ملائکہ متقربین کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف لائے تمام متقدمین اور متاخرین جو حیات تھے۔وہ اپنے اجساد کے ساتھ اور جو انتقال کر چکے تھے وہ اپنے ارواح کے ساتھ وہاں موجود تھے اس موقع پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مثالی خلعت آپ کو پہنائی ملائکہ،رجال العیب نے آپ کی مجلس کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔اور فضا میں ان کی صفیں ایستادہ کی گئیں اور روئے زمین پر کوئی ولی ایسا نہیں رہا جس نے اپنی گردن اس وقت نہ جھکائی ہو بعض حضرات کا قول ہے کہ ملک عجم میں ایک ولی نے اپنی گردن نہیں جھکائی اس کی شامت اعمال کے باعث اس کا حال چھین لیا گیا۔

حضرت شیخ ابومدین اس زمانہ میں دیار مغرب کا سفر کر رہے تھے ایک روز اثنائے سفر میں آپ نے اپنی گردن جھکائی اور کہا کہ "اے اللہ میں تیری ذات اور تیرے فرشتوں کو اس پر گواہ بناتا ہوں کہ میں نے سنا اور اس کی اطاعت کی" آپ کے ہمراہیوں نے دریافت کیا آپ یہ کس وجہ سے کہہ رہے ہیں۔انہوں نے فرمایا کہ آج ابھی ابھی شیخ عبدالقادر جیلانی نے بغداد میں قدمی ھذہ علي رقبۃ کل ولی اللہ --- فرمایا ہے میں نے اس کے جواب میں یہ کہا ہے۔کچھ عرصہ کے بعد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے بعض اصحاب جب بغداد سے آئے تو انہوں نے تصدیق کی کہ شیخ عبدالقادر جیلانی نے اسی وقت وہ کلمات ادا کیے تھے جس وقت یہاں شیخ ابومدین نے گردن جھکا کر اقرار کیا تھا۔

اولیاء اور مسلمانوں کے لئے بشارت

حضرت کبیر نے قدوۃ الکبرا کی خدمت میں عرض کیا آیت اَلَآ اِنَّ اَوۡلِيَآءَ اللّٰهِ لَاخَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ؁[1] (یعنی آگاہ رہو کہ اللہ کے دوستوں کو خوف نہیں ہے اور وہ غمگین نہیں ہوتے) کے مضمون سے ظاہر ہوتا ہے (ذہن میں یہ بات آتی ہے) کہ اولیا کو آخرت میں خوف اور اصفیا کو سرائے عاقبت میں کسی قسم کا حزن نہیں ہوگا یہ بات اور یہ معنی اصحاب سنت و جماعت کے عقیدہ کے خلاف ہے۔منتخب واعاظم علمائے دین کا اس پر اتفاق ہے کہ سوائے ابنیا علیہم السلام اور حضرات عشرہ مبشرہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے کسی اور کے لیے حسن خاتمہ اور عاقبت بخیر ہونے کا قطعی حکم نہیں لگایا جا سکتا۔حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا اس بات کا جواب چند وجوہ پر مبنی ہے۔

اول یہ کہ اللہ تعالیٰ کی عنایت اور اس کی شفقت پر نظر کرتے ہوئے اس طائفہ کو حزن و ملال نہیں ہوگا اس لئے کہ رحمت الٰہی کا مقتضا اور اسکی شفقت اور اس کے الطاف نا متناہی کا تقاضہ ہے کہ عامّہ المومنین و مسلمین

[1] پ۱۱ سورہ یونس ۶۲

http://Ashrafi.org

لباس مغفرت سے ملبوس کر دیئے جائیں گے(تمام مسلمانوں کو بخش دیا جائے گا) جیسا کہ خود باری تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُالذُّنُوْبَ جَمِیعاً ۱؎(بے شک اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے)اس وقت حضرت قدوۃ الکبرا نے یہ شعر پڑھا۔

گرمن آلودہ دامنم چہ زیان پاکدامن جو میں نہیں نہ سہی
ہمہ عالم گواہ عصمت اوست اسکی عصمت کا دوجہاں ہے گواہ

جب عامتہ المومنین کے حق میں یہ نوید خلوص انگریز اور بشارت نجات آمیز موجود ہوتو اولیا بطریق اولی درطۂ خوف سے آزاد اور حزن وہراس سے مصمون ومحفوظ ہوں گے۔

آن کریمی کہ او رحیم و غفور وہ شاہنشہ جو ہے غفور و رحیم
ازازل بود تا ابد باشد تا ابد ہے ازل سے جس کی جناب
دان کسی کو پرورد دشمن کیا جو دشمن کی پرورش بھی کرے
دوستان را عذاب بدباشد دوستوں پر کرے گا سخت عذاب

دوم یہ کہ ظہور جمال صدور جلال پر غالب ہے اور متقضاء جمال کا مغفرت ہے اسلئے جمال مغفرت' جلالِ عقوبت پر یقیناً غالب رہے گا۔پس اولیاء اللہ اس کے جمال پر نظر رکھتے ہوئے جلالِ عذاب سے ایمن و بے خوف رہیں تو کیا عجب ہے۔

اگر در وھد یک صلائی کرم کرم کا جو اعلان مولی کرے
عزازیل گوید نصیبی برم عزازیل بولے مجھے کچھ ملے

چنانچہ کلام قدسی میں وارد ہے ان رحمتی سبقت علی غضبی (تحقیق کہ میری رحمت میرے غضب پر سابق ہے۔حضرت شیخ ابوسعید خرّاز کا ارشاد ہے کہ روایت میں ہے ان اللّٰہ لا یعذب احدا (اللہ تعالےٰ کسی پر عذاب نہیں کرتا) بعض حضرات نے بغیر ذنبٍ'' زیادہ کیا ہے یعنی بغیر گناہ کے اللہ تعالےٰ کسی پر عذاب نہیں کرتا۔حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ تفسیر شہابی میں اللہ تعالےٰ کے اس قول وَ لَسَوْنَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتُرْضیٰ ۲؎ (آپ کو آپ کا پروردگار اس قدر عطا کرے گا۔کہ آپ راضی ہو جاہیں گے) کی تفسیر میں بیان کیا گیا ہے کہ رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کا کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ بندہ بھی دوزخ میں رہ جائے گا تو آپ راضی نہ ہوں گے

سوئم یہ کہ جب مہمان عزیز ارجمند اور ذیشان آتا ہے تو اس کا طفیلی بھی گوارہ ہو جاتا ہے۔تو کیا عجب ہے۔ کہ مہمان سرائے دار السلام میں حضور سرور کونین صلے اللہ علیہ وسلم کے تصدق اور طفیل میں امتی بھی داخل ہو جائیں گے تو جب کہ عام امتی آپ کے طفیلی ہوں گے۔تو اولیاءِ امت تو بطریق اولیٰ آپ کے طفیلی ہوئے (اور وہ جنت میں داخل

۱؎ پ۲۴ سورہ زمد ۵۳ ۲؎ پ۳۰ الضحیٰ ۵

http://Ashrafi.org

ہوں گے) پھر حضرت قدوۃ الکبرا نے حضرت شیخ سعدی کے یہ اشعار پڑھے:

چہ کم گرددای صدر فرخندہ پی	گھٹے اس سے کیا اے دو عالم کے صدر
زقدر رفیعت بدر گاہِ حی	خدا کے یہاں تیری شان اور قدر
کہ باشند مشتی گدایان خیل	کہ منگتا پہ تیرا ہو رجحان و میل
بمہمان دارالسّلام ازطفیل	ہو مہمان جنت میں تیرے طفیل

چہارم یہ کہ میں نے حضرت شیخ علاوالدولہ سمنانی سے سنا ہے کہ وہ اس کلام قدسی وَالَّذِیْ نَفْسِیُ بِیَدِہ لَوْ لم تذ نبوا لذھب اللّٰہ بکم ولجآء بقوم یذنبون نیستغفرون فیغفر لھم ۔(قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالےٰ تم کو مٹا دیتا اور تمہارے عوض دوسری قوم کو لاتا جو گناہ کریں پھر توبہ کریں تو اللہ تعالیٰ ان کو بخش دے) کے سلسلہ میں فرما رہے تھے کہ اگر مسلمانوں اور ایمانداروں سے گناہ نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ کی صفتِ غفاری کا صدور کس طرح ہوتا۔ بار بار زبانِ مبارک سے یہ شعر نکلا۔

گراین بندہ رد از گنہ تافتی	گناہوں سے بندہ جو منہ پھیر تا
بآمرزش تو کہ رہ یافتی	تو کس کو تو اے میرے رب بخشتا
گناہ من زنامدی درشمار	نہ گر ہوتا میری خطا کا شمار
ترا نام کی بودی آمرز گار	تیرا نام کب ہوتا آمرزگار
گناہ من زعدم گر نیامدی بوجود	گناہ میرے عدم سے نہ ہوتے گر موجود
وجود عفو تو در عالم عدم بودی	تو تیرا عفو بھی شان ظہور کب پاتا

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ حق تعالے ارحم الراحمین ہے اور اشتمال رحمت کا تقاضہ یہ ہے کہ کوئی مومن بھی اس کے حیطہ رحمت سے خارج نہ رہنے پائے۔ حضرت شیخ مبارک نے درخواست کی کہ اکرم الاکرمین کے معنی سے مستفید فرمائیں تو حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا: حضرت شیخ شبلی قدس اللہ سرہ سے دریافت کیا گیا کہ اکرم الاکرمین کسے کہتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ اکرم الاکرمین وہ ہے کہ ایک شخص کا قصور معاف کیا ہو تو کسی دوسرے کو اسی نوع کے قصور پر عذاب نہ دے کیونکہ یہی خطا فلاں دوست یا بندہ کو معاف کی جا چکی ہے حضرت شیخ الاسلام نے فرمایا کہ کل قیامت میں ایسا کرم کا شامیانہ نصب فرمائے گا کہ اگلے پچھلوں کے گناہ اس میں چھپ جائینگے، الحمد اللہ علیٰ ذالک اس موقع کے مناسب حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا: میں کاشان میں شیخ عبدالرزاق کاشی کی خدمت میں حاضر تھا کہ مغفرت کی بات چھڑ گئی تو حضرت شیخ عبدالرزاق کاشی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ پوشیدہ اور خفیہ راز ہیں علمائے ظاہران کو پورے طور پر نہیں جانتے پس اسی عدم فہم کے باعث ان کو نقصان پہنچتا اور وہ ہلاک ہو جاتے ہیں، چنانچہ روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار مدینہ منورہ کے

http://Ashrafi.org

کسی کوچہ سے گزر فرما رہے تھے اور آپ کے بعض اصحاب (رضوان اللہ علیہم اجمعین) بھی آپ کے ساتھ تھے ایک عورت گھر سے نکلی اور اس نے سب کو قسم دلائی کہ اندر چلیں، پس سب حضرات گھر میں گئے دیکھا کہ آگ جل رہی تھی اور اس عورت کے بچے آگ کے گرد کھیل رہے تھے۔اس عورت نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر زیادہ رحم کرنے والا ہے یا میں اپنے بچوں پر زیادہ رحم و شفقت کرنے والی ہوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ زیادہ رحم کرنے والا ہے اور ارحم الراحمین ہے۔اس عورت نے کہا آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں کیا میں اپنے ان بچوں کو آگ میں ڈال سکتی ہوں پس اللہ تعالیٰ اپنے ناکارہ بندوں کو کس طرح آگ میں ڈالے گا جوان پر سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔راوی کہتے ہیں کہ عورت کی یہ بات سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر رقت طاری ہوگئی اور فرمایا کہ ہاں اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بھی وحی فرمائی ہے (قال الراوی فبکیٰ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم قال ھکذا وحی اللّٰہ اِلیّ)

پنجم یہ کہ صاحبان ولایت (اولیاء اللہ) میں بعض حضرات اصحاب فرائض ہیں اور بعض ارباب قرب نوافل ان دونوں قرب کے معنی حضرت قدوۃ الکبرا نے یہ بیان فرمایا کہ قرب فرائض میں حق ظاہر ہوتا ہے اور بندہ پوشیدہ رہتا ہے اور قرب نوافل میں حق مخفی ہوتا ہے اور بندہ ظاہر، چونکہ قرب نوافل میں سالک کا وجود باقی رہتا ہے اور خلقیت مٹ کر حقیقت نہیں بن جاتی اس لئے اس کا اتنا ہی نتیجہ ہوتا ہے کہ سالک کی قوتیں اور اعضاء و جوارح اس معنے میں عین حق ہو جاتے ہیں کہ مخلوقیت پر حقیقت کا پہلو غالب ہو جاتا ہے اور مخلوقیت کا پہلو دب جاتا ہے اس قرب میں کرنے دھرنے سمجھنے بوجھنے والا بندہ ہی ہوتا ہے اور حق تعالیٰ اس کا آلہ و سبب ہوتا ہے، جس کی طرف اس حدیث قدسی میں اشارہ کیا گیا ہے کنت سمعہ و بصرہ و لسانہ ویدہ ورجلہ نبی یسمع وبی یبصروبی ینطق وبی یبطش وبی یمشی (کہ قرب نوافل میں میں اس کی سماعت بن جاتا ہوں، اسکی بصارت بن جاتا ہوں اور زبان بن جاتا ہوں اور اس کے ہاتھ اور پاؤں بن جاتا ہوں وہ میرے ذریعہ سنتا ہے، دیکھتا ہے، بولتا ہے پکڑتا ہے اور چلتا ہے۔اس کے برعکس اہل قرب فرائض میں سالک کا وجود باقی ہی نہیں رہتا اس کا نتیجہ ذات سالک کا مٹ جانا اور خلقیت کا حقیقت میں گم ہو جانا ہے اس حال قرب میں حق تعالیٰ فاعل و مدرک ہوتا ہے اور سالک کے قویٰ اور جوارح بمنزلہ آلہ ہوتے ہیں۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے کہلوایا کہ حق تعالیٰ گویا ہوتا ہے حضرت عمر کی زبان سے (انّ الحقّ لینطق علے لسان عمر) جب سالک فنا کے اس مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے تو صفات کیونکر اس سے منسوب ہو سکتی ہیں اور خوف و غم کا وصف جو مقتضائے بشریت تھا دور ہو گیا اس بنا پر ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون اولیاء اور اصفیاء کی سیرت و خصلت ہوئی۔

حضرت شیخ ابوالعباس کا ارشاد حضرت قدوۃ الکبرا نے حضرت ابو سعید ابو الخیر کی یہ روایت بیان کی ایک دن دو شخص شیخ ابو العباس قصاب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے کہا کہ ہم دونوں میں اس بات پر بحث ہو رہی ہے کہ ایک کہتا ہے کہ ازل و ابد دکھ اور تکلیف ہی تکلیف ہے ، دوسرا کہتا ہے کہ ازل و ابد مسرت ہی مسرت ہے اس

سلسلہ میں آپ کا کیا ارشاد ہے۔ یہ سن کر ابوالعباس قصاب نے دونوں ہاتھ اپنے سر اور منہ پر رکھ لیے اور پھر فرمایا کہ الحمدللّٰہ کہ قصاب کے بیٹے کی منزل میں خوشی ہے نہ غم ہے لیس عندربکم صباح ولا مساءُ' (تمہارے رب کے پاس نہ صبح ہے نہ شام ہے) اندوہ اور شادی تو تمہاری صفات ہیں جو حادث ہیں اور حادث کا قدیم تک گزر ہی نہیں۔

چون قدیم آید حدث گردو عبث ہے عبث حادث جو آجائے قدیم
پس قدیمی را کجا داند حدث کس طرح حادث بھلا جانے قدیم

اس کے بعد انہوں نے فرمایا پسر قصاب (ابوالعباس) تو بندۂ خدا ہے امر و نہی میں اور اتباع سنت حضرت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جب یہ دونوں حضرات باہر چلے گئے تو معلوم ہوا کہ ایک حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی تھے اور دوسرے ابوعبداللہ داستانی قدس اللہ سرہما۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ گروہ صوفیہ کے نزدیک وجود اور قدرت و فعل کا دعویٰ محض شرک ہے اور پھر آپ نے یہ اصول مسلمہ بیان فرمایا کہ اولاً دیوار بعدہ نقش ونگار (پہلے دیوار پھر نقش ونگار) اسی معنی کو کسی نے اس رباعی میں پیش کیا ہے۔ رباعی

ذات نبود صفات چون باشد ذات ہی جب نہیں کہاں کے صفات
نسبت فعل خود زددن باشد مدعی فعل کا ہے بس کم ذات
مثل اول جدا روانگہ نقش ہے مثل پہلے نقش پھر دیوار
داند آنکس کہ ذوفنون باشد اس کو جانے گا صاحب درجات

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ عزیز گرامی شیخ ابوالوفا نے جن کو مشرب توحید سے اور ذوق مواجید سے بہرۂ وافی ملا ہے اور حقائق و معارف تصوف کو نظم کرنے میں بڑا ملکہ رکھتے ہیں ایک دن انہوں نے افعال ممکنات کی جزوی قدرت اور ارادہ پر فی البدیہہ ایک رباعی کہی ہے جو یہ ہے۔ رباعی

بد کردم واعتذار بدتراز گناہ ہر بد ہے گناہ اور عذر بڑھکر ہے گناہ
چون ہست درین عذر سہ دعویٰ تباہ اس عذر میں ہیں تین دعاوی تباہ
دعویٰ وجود و قدرت ودعویٰ فعل دعوائے وجودوقدرت ودعویٰ فعل
لاحول ولاقوۃ اِلّا باللہ لاحول ولا قوۃ الّا باللہ

حضرت شیخ محمد کو درِّ یتیم کا خطاب

حضرت شیخ محمد ابھی کمسن ہی تھے کہ ان کے والد حضرت شیخ کبیر نے سفرِ آخرت اختیار کیا لہٰذا ان کی پرورش اور دوسری تمام ضروریات حضرت قدوۃ الکبرا نے انجام دیں یہاں تک کہ منگنی کے لیے سرور پور کے اطراف میں ایک تاجر کے یہاں آپ خود تشریف لے گئے ان کے ظاہری حال اور غربت کے باعث وہ تاجر اس نسبت کو قبول کرنے لے لیے تیار نہیں تھا لیکن حضرت قدوۃ الکبرا نے بڑے اصرار کے ساتھ اس کو آمادہ کرلیا۔ تعلیم کے معاملہ میں جو کچھ ظاہری تعلیم ضروری تھی ان کو دلوائی اور باطنی تربیت اول سے آخر تک بہ نفس

نفیس فرمائی اس تعلق خاطر پر بسا اوقات حضرت نور العین رشک فرمایا کرتے تھے۔ حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ شیخ کبیر کی یادگار یہی دریتیم شیخ محمد ہے جو اس لائق ہے کہ میرے اصحاب واحباب اس کو اپنے سر کا تاج بنائیں۔ اگر میں اس کی تربیت میں کوتاہی کروں تو یہ بعید از انصاف ہوگا۔ حضرت شیخ کبیر خود عجوبہ روزگار اور منتخب اولیائے زمانہ تھے۔ یہ فرزندان کی یادگار ہے۔ پس آپ نے شیخ زادہ کو اپنی بیعت کرائی اور بہت سے چلے کرائے۔ اس کے بعد ان کو لباس خلافت عطا فرمایا (اپنا خلیفہ نامزد کیا) اور ڈریتیم کے خطاب سے نوازا۔ اس مجموعۂ ملفوظات میں جہاں کہیں بھی دریتیم کا لفظ استعمال ہوگا اس سے مراد یہی شیخ محمد ابن شیخ کبیر ہوں گے۔

ولی کو ولی پہچانتا ہے ایک دن حضرت درّ یتیم نے قدوۃ الکبرا کی خدمت میں عرض کیا کہ اقوال مشائخ میں آیا ہے کہ ولی کو ولی ہی پہچانتا ہے۔ (ولی را ولی می شناسد [۱]) دوسری طرف حدیث میں آیا ہے کہ اولیائی تحت قبائی لا یعرفھم غیری (میرے اولیا میری قبا کے نیچے ہیں ان کو سوائے میرے کوئی نہیں پہچانتا) اولیاء اللہ کے مذکورہ قول سے عدم انحصار ثابت ہوتا ہے یعنی جس کے پاس نور ولایت موجود ہے وہ اولیا کو دیکھ سکتا ہے اور اصفیا تک اس کی رسائی ہوسکتی ہے اور حدیث قدسی سے حصر وانحصار کا اظہار ہوتا ہے کہ سوائے حق تعالےٰ کے کوئی دوسرا ان اولیائے کرام کو جو قبائے عزت کے ساکنین ہیں۔ نہیں دیکھ سکتا ان مختلف المعنی کلمات میں تطبیق کس طرح ہوسکتی ہے۔

اولیائے مکتوم حضرت قدوۃ الکبرا نے ارشاد فرمایا کہ احتمال یہ ہے کہ ان اولیائے کرام سے مراد اولیائے مکتوم ہیں۔ یعنی وہ چار ہزار اولیائے عظام جو باری تعالیٰ کی قبائے عزت میں چھپے ہوئے ہیں اور حق تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا ان سے آگاہ نہیں ہے ان کے احوال کا جمال ہمیشہ غیروں سے پوشیدہ رہتا ہے اور احتمال یہ ہے کہ غیروں سے مراد وہ لوگ ہیں جو اسرار ولایت سے محروم ہیں۔ اور انوار ہدایت سے مہجور ہیں اور وہ حضرات جو اپنے اوصاف کی فنائت کے بعد یعنی اپنی قدرت؛ ارادت؛ سمع اور بصر کو حق تعالےٰ کی قدرت، ارادت اور اس کے اوصاف سمع وبصر میں فنا کر چکے ہیں اور قرب نوافل کی منزل پر فائز و متمکن ہیں یا اس گروہ کے برعکس وہ حضرات جو قرب فرائض حاصل کر چکے ہیں یعنی ارباب قرب نوافل وصاحبان قرب فرائض میں سے کوئی بھی گروہ ہو وہ اغیار میں داخل نہیں ہیں۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ اولیائے مکتوم دو قسم کے ہیں ایک تو وہ ہیں جن کے بارے میں ابھی بیان کیا گیا ہے (اور کچھ ان کے سلسلہ میں لطیفہ چہارم کے تحت بیان کیا جائے گا انشاء اللہ) اور ایک طائفہ ایسا ہے کہ وہ ہمیشہ بیگانگی کے لباس میں ملبوس رہتے ہیں۔ (عام فقرا اور اولیائے کرام کے ظاہری احوال کی طرح ان کی حالت نہیں ہوتی) چنانچہ جو غیر ہے وہ انہیں نہیں پہچان سکتا۔ شیخ محمد شگرف سے منقول ہے کہ جب سلطان محمود غزنوی کا باپ سبکتگین ہرات میں پہلی بار آیا تو اس کے لشکریوں میں سے ایک سپاہی نے ایک دہقان سے گھاس کا گٹھا خریدا اور اس کی پوری قیمت ادا کی اور مہربانی سے پیش آیا اور اس دہقان سے کہا کہ تم میرے گھوڑے کے لیے پھر گھاس لے کر آنا اس طرح گھاس کی خرید وفروخت جب جاری رہی تو اس دہقان کے باپ کی سپاہی سے دوستی ہوگئی۔ اسی زمانہ میں عید قرباں کا یوم عرفہ (یوم حج) آگیا اس دہقان نے کہا آج کے دن لوگ حج ادا کر رہے ہوں گے

---

[۱] سہواً ایک شعر رہ گیا جسکا ترجمہ ملاحظہ ہو۔ نور کے دیکھنے کو چاہئے نور ÷ دیو کی آنکھ کیسے دیکھے حور

http://Ashrafi.org

کاش میں بھی آج وہاں ہوتا۔ سپاہی نے کہا کہ تم چاہو تو میں تم کو وہاں پہنچا دوں لیکن شرط یہ ہے کہ تم کسی سے اس کا ذکر نہ کرنا اس نے وعدہ کیا کہ وہ کسی سے ذکر نہیں کرے گا۔ اس لشکری نے اسی دن اسے عرفات کے میدان میں پہنچا دیا دونوں نے حج کیا اور پھر واپس آ گئے دہقان نے کہا کہ مجھے سخت تعجب ہے کہ تم اس حال کے مالک ہو اور سپاہیوں میں شامل ہو۔ صاحب حال سپاہی نے کہا کہ اگر مجھ جیسے لوگ لشکر میں نہ ہوں تو پھر تیرے جیسے کمزور اور بوڑھوں کی دادرسی کون کرے یا اگر لشکری کسی عورت کو زبردستی لے جائیں تو اس کو ان کے ہاتھ سے کون چھڑائے (پس ہم مخلوق کی خدمت کے لئے لشکر شاہی میں بظاہر ملازم ہیں) پھر آپ نے ارشاد فرمایا لوگوں کو چشم حقارت سے نہیں دیکھنا چاہئے کیونکہ اللہ کے دوست پوشیدہ رہتے ہیں جب تک بصیرت وفراست صادق نہ ہوگی اللہ کی مخلوق پر اختیار نہ جتاؤ کہ شاید نتیجہ میں خود اپنے اوپر ظلم کرو۔ تقریباً زبان گوہر فشاں سے فرمایا۔

خاکسارانِ جہان رابحقارت منگر	خاکسارن جہاں کو تو حقارت سے نہ دیکھ
توچہ دانی کہ درین گردسواری باشد	کیا خبر تجھ کو کہ ہو اس گرد میں کوئی سوار

آپ نے فرمایا کہ میں نے حضرت شیخ علاؤ الدین سمنانی قدس سرہٗ سے سُنا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی ولایت کے مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر پردہ ڈال دیتا ہے اور مخلوق کی نگاہوں سے اس کو چھپا دیتا ہے، پس اولیائی تحت قبائی کے یہی معنی ہیں۔ اور یہ قبا بشریت کی صفت ہے کپڑے وغیرہ کا پردہ نہیں ہے اور بشریت کا خاصہ ہے کہ ان کا عیب بیان کرے یا ان کے ہنر کو لوگوں کی نظر میں عیب کی شکل میں ظاہر کیا جائے لا یعرفھم غیری کے معنی یہ ہیں کہ جب تک کسی کے باطن کو اللہ تعالیٰ نور ارادت سے منور نہیں فرماتا اس وقت تک وہ اس ولی اللہ کو نہیں پہچانتا۔ پس حقیقت میں شناخت تو وہ نور کرتا ہے نہ کہ وہ شخص (جب شناخت نور نے کی تو ثابت ہوا کہ لا یعرفھم غیری[1] یعنی شناخت اللہ تعالیٰ نے فرمائی)

یہ ارشاد گرامی بھی شیخ علاؤ الدولہ سمنانی قدس سرہٗ کا ہے کہ آپ نے فرمایا: درویش لوگ جو کہ کام میں مشغول ہیں مناسب ہے کہ ناکاروں کے لئے اُن تک آنے کو راستہ نہ ہو کیونکہ ایک بیکار آدمی کام کے سو آدمیوں کو بیکار کر دیتا ہے

وعدوی البلید الی الجلید سریعة	احمقوں میں آ گیا دانا تو ناداں ہو گیا
الجمرة یوضع فی الرماد فیخمدہ	راکھ میں اخگر جو رکھا سرد و بے جاں ہو گیا

بدایت الاولیا اور نہایت الانبیاء

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ شیخ علاؤ الدولہ سمنانی کی خدمت میں کچھ لوگ حاضر تھے ان میں بدایت الاولیا و نہایت الانبیا کے موضوع پر گفتگو ہونے لگی حضرت شیخ نے فرمایا کہ ان لوگوں کو جن کا قول ہے کہ اولیاء کی ابتدا انبیاء کی انتہا ہے وہ اپنے اس قول کے سلسلہ میں ایک عذر پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس قول سے ہماری مراد یہ ہے کہ بدایت الاولیا، نہایت الانبیانی الشریعت (شریعت میں انبیا کی انتہا اولیا کی ابتدا ہے) اور نہایت الاولیا بدایت الانبیاء فی الطریقہ (اولیا کی نہایت انبیا کی ابتدا ہے طریقت میں) یعنی جب کمال شریعت نبی آخرالزماں پر تمام ہو گیا اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ[1] فرما دیا گیا تو جب تک شریعت میں کمال

---

[1] پ٦ سورہ مائدہ ٣

http://Ashrafi.org

حاصل نہ کرے ولایت کی حدود میں قدم نہیں رکھ سکتا پس نبی کی جو کچھ شریعت میں انتہائے کار ہے وہ ولی کی ابتدا ہوتی ہے اسی لیے کہ اگر کوئی مکّی احکام پر عمل کرے اور مدنی احکام کو نہ مانے اور ان کی طرف التفات نہ کرے وہ ہرگز ولایت کی منزل پر نہیں پہنچ سکتا بلکہ اگر انکار کردے تو کافر ہوجائے گا پس ابتدائے ولایت اس سے ہوتی ہے کہ وہ تمام احکام شریعت کو ان کے کمال کے ساتھ (بتمام وکمال) قبول کرے اور ان کی پیروی واطاعت کرے اور طریقت میں یہ ہے کہ ولی خواہ کتنی ہی کوشش اپنے مرتبہ کو بلند کرنے میں کام میں لائے پھر بھی اس کی روح کو وہ بلندی حاصل نہیں ہوسکتی جو جسمِ اقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج میں حاصل ہوئی اور یہ ایک امر محال و ناممکن ہے (کہ ولی اس بلندی کو پہنچ سکے) پس چونکہ ولایت کے انتہائی درجہ پر ولی کی روح کو ایک گونہ مشابہت جسمِ نبی کے ساتھ درکار ہے اسی لیے طریقت میں نہایت اولیاء بدایت الانبیاء ہے۔

حضرت نورالعین نے عرض کیا کہ بعض اکابر روزگار حضرات متقدمین نے ولایت کی چار قسمیں بتائی ہیں تو اس کی تشریح اور توضیح کیا ہے، حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ دیوان امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی شرح میں اس کو بیان کیا گیا ہے کہ ولایت چار قسم کی ہے اول وہ ولایت جو نبوت مطلقہ کا باطن ہے، دوم ولایت مقیدہ، ہر ایک نبی کی اپنی خاص ولایت کا پرتو۔ سوم ہر نبی کی ولایت مطلقہ، اور یہ حضور محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں انوار ولایت انبیاء کا چراغدان ہے اور دوسرے انبیاء میں انوار ولایتِ اولیاء کا چراغدان ہے، چوتھے ولایت مطلقہ عامہ جو نبوت کے ساتھ مخصوص ہے اور ہر ولایت کا ایک خاتم ہے۔ قسم اول کی ولایت حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ پر ختم ہے اور ولایتِ مقیدہ محمدیہ کے خاتم حضرت شیخ محی الدین ابن العربی اور حاتم اندلسی ہیں اور شیخ کے پیرو حضرات کے نزدیک خود شیخ اکبر کا نفس نفیسہ ہے۔ شیخ موید الدین جندی شرح فصوص حکم میں کہتے ہیں کہ شیخ پہلی محرم کو مقام اشبیلیہ ملک اندلس میں خلوت میں بیٹھے اور نو مہینے تک کچھ نہ کھایا اور عید کی پہلی تاریخ میں ان کو باہر نکلنے کا حکم ہوا اور خوشخبری دی گئی کہ وہ خاتم ولایت محمدیہ ہیں۔ اسی طرح فصوص میں ہے کہ اس خاتمیت کی ایک دلیل یہ ہے کہ شیخ کے دونوں شانوں کے درمیان بیضۂ کبوتر کا نشان سا تھا اُسی جگہ جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ابھرا ہوا نشانِ نبوت مثل بیضۂ کبوتر تھا۔ اور ولایتِ مطلقہ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم مہدی ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل سے ہوں گے۔

حضرت سید علی ہمدانی فرماتے ہیں کہ ولایت محمدیہ کا خاتم قلب محمدی تک رسائی کرتا ہے اور ولایتِ مطلقہ محمدیہ کا خاتم روح محمدی تک رسائی کرتا ہے اور ولایت مطلقہ عامہ کے خاتم عیسیٰ علیہ السلام ہیں ان کے زمانہ میں مہدی ظاہر ہوں گے اور یہ رد ہے اس کے قول کا جو کہتا ہے کہ مہدی ہی عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے اور وہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ لا مھدی الا عیسی بن مریم (عیسیٰ ابن مریم کے سوا کوئی مہدی نہیں ہے) اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہاں کچھ لفظ محذوف ہیں اصل یوں ہے کہ لا مھدی بعد المھدی المشھور الزی من اولاد سیدنا محمد وعلی الا عیسیٰ۔ (نہیں ہے کوئی مہدی بعد ان مشہور مہدی کے جو اولاد

http://Ashrafi.org

سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم و مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہیں سوا عیسےٰ علیہ السلام کے)

حضرت قدوۃ الکبر نے فرمایا کہ حضرت سیّد علی ہمدانی علوم ظاہری اور باطنی کے جامع تھے ۔ ایک بار جب شیخ شرف الدین محمود سے عرض کیا کہ بندہ کے لیے کیا حکم ہے تو انہوں نے توجہ فرمائی اور ارشاد کیا کہ حکم یہ ہے کہ تم اطراف عالم میں پھرو۔ تین مرتبہ آباد زمین کی سیر کی ایک مرتبہ جب آفتاب کی طرح زمین کا چکر لگایا تو یہ فقیر بھی جو موسوم بہ اشرف ہے ان کی رکاب میں ذرّہ کی طرح پھر اکرتا تھا۔ اور میں نے اُن کی ذات سے سلوک و معرفت کے اس قدر فوائد حاصل کیے ہیں کہ اگر میرا ہر سرِ موشکر ادا کرے جب بھی ہزار میں سے ایک شکر ادا نہ ہو سکے

شعر

گر برتن من زبان شود ہر موئی　　　　ہر بال مرے بدن کا بن جائے زبان
یک شکرِ تو ازھزار نتوانم کرد　　　　ممکن نہیں اک شکر بھی تیرا ہو ادا

حضرت سیدّ علی ہمدانی فرماتے تھے کہ میں نے ایک ہزار چار سو اولیائے کرام کی معیت کا شرف حاصل کیا ہے اور ہر ایک کی ذات والا سے مجھے فائدہ پہنچا ہے۔

بیت

تمتع　زہرگوشئہ　یافتم　　　　مجھے نافع ہوا ہر ایک گوشہ
زھر　خرمنی　خوشئہ　یافتم　　　　ہر اک خرمن سے میں نے پایا خوشہ

اور فرمایا کہ اے فرزند اشرف! ان فوائد سے تم کو بھی حصہ ملا ہے ایک دن حضرت سید علی ہمدانی مدینۃ الاولیاء میں چار سو اولیاء کے ساتھ ایک مجلس میں تشریف لے گئے تو یہ فقیر اشرف بھی حاضر تھا اور وہ ذوق اور وہ لطف جو اس روز آپ کے دیدار سے میں نے اٹھایا میں اس کو فراموش نہیں کر سکتا۔

کسی کو چنان روز بیند بہ خواب　　　　کوئی دیکھے گر ویسا دن خواب میں
بود تا شب مرگ دہنش پُر آب　　　　رہے مرنے تک اُس کا منہ آب میں

امام مہدی علیہ السلام کا تزکرہ

حضرت دُریتیم نے قدوۃ الکبرا کی خدمت میں عرض کیا کہ بعض زمانوں میں بعض لوگوں نے خود کو مہدی کہلوایا ہے لیکن ان میں مہدی کوئی بھی نہیں تھا۔ آپ فرمائیں کہ مہدی کی علامات اور اس کے مقامات کیا ہوں گے کہ اگر آئیندہ کوئی دعویدار پیدا ہو تو اس میں ان علامتوں کو دیکھا جائے محض دعویٰ کی طرف نہ جایا جائے ، حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ جب دکن کے سفر میں ہم سید محمد گیسو دراز کی خانقاہ میں ٹھہرے تو وہاں ایک شخص تھا جو خود کو مہدی کہلواتا تھا۔ وہاں کے اکثر علما و فقہا نے ایک محضر مرتب کیا اور انہوں نے دلائل و براہین قائم کیے (دلائل کی کسوٹی پر اس کو پرکھا) لیکن مہدی کے آثار اس میں نہیں پائے گئے لہٰذا اس کو وہاں سے نکال دیا۔ حاجی نظام غریب یمنی جو اِن اوراق کا مولف اور جامع ہے اس محضر کی عبارت کو بعینہ فصل الخطاب سے نقل کر کے پیش کرتا ہے۔

http://Ashrafi.org

ترجمہ عبارت محضر

امام مہدی علیہ السّلام کے ذکر میں اکابر صوفیہ میں سے بعض بزرگوں نے فرمایا کہ حق تعالےٰ ہماری اور تمہاری مدد فرمائے تم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ حق تعالیٰ کا ایک خلیفہ ہے جو اس وقت ظہور کرے گا جب تمام زمین ظلم وجور سے پُر ہو جائے گی وہ تمام روئے زمین کو انصاف اور عدل سے پُر کر دے گا اگر اس وقت دنیا کی عمر سے صرف ایک دن بھی باقی رہے گا تو اللہ تعالےٰ اس دن کو اتنا طویل کر دے گا کہ وہ خلیفہ حکومت کر سکے ۔ یہ مہدی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوگا۔ اس کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے مطابق ہوگا اور اس کی کنیّت سیّدنا حسن کے جد کی کنیت ہوگی۔ حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان لوگ اس سے بیعت کریں گے۔ وہ صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ ہوگا اور اخلاق میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کم ہوگا اس لیے کہ کوئی شخص بھی اخلاق واوصاف میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں فرمایا ہے:- اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ [1] (بے شک آپ خلق عظیم پر ہیں) مہدی سے اہل کوفہ سب سے زیادہ سعادت پائیں گے وہ مال کو برابر اور مساوی تقسیم کرے گا، رعیت میں عدل وانصاف کرے گا، مقدمات کا فیصلہ بہت جلد کرے گا جب کوئی شخص اس کے پاس آکر کہے گا کہ اے مہدی! میری مدد کیجئے مال سے۔اس کے پاس مال کا انبار ہوگا پس وہ دونوں ہاتھوں سے مال اٹھا کر اس کے جامہ میں ڈال دے گا اور اس میں جس قدر اٹھا کر لے جانے کی طاقت ہوگی اٹھا کر لے جائے گا۔ وہ اس وقت نکلے گا جب دین میں سستی آجائے گی اور جو ان کا انکار کریگا قتل کیا جائے گا اور جو اُن سے لڑے گا شرمندہ ورسوا ہوگا اور وہ اُس دین کو ظاہر فرمادے گا جو واقعی دین ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے تو اُسی کا حکم دیتے ان کے دشمن اور جو لوگ ان کی پیروی کرنے والے ہوں گے وہ آپ کے حکم کے نیچے مجبوراً داخل ہوں گے ان کی تلوار اور حملہ کے خوف سے اور ان کے پاس جو مال ہوگا اس کے لالچ سے۔ عرفاء اہل حقیقت صاحبان مشاہدہ وکشف عرفان الٰہی سے انکی بعیت کریں گے ان کے ساتھ کچھ لوگ اہل اللہ سے ہوں گے جو ان کی تبلیغ کو پھیلائیں گے اور ان کی نصرت کریں گے وہ لوگ وزیر ہوں گے بارِ سلطنت اپنے اوپر لیں گے اور ان کی اعانت کریں گے ان ذمہ داریوں میں جو ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوں گی۔ وہ مختون (ختنہ شدہ) پیدا ہوگا، گندگی سے پاک ہوگا، آگے پیچھے برابر دیکھے گا جب وہ شکم مادر سے پیدا ہوگا تو دونوں ہاتھوں کے بل زمین پر آئے گا اس طرح کہ بلند آواز سے کلمہ شہادت پڑھتا ہوگا اس کو کبھی احتلام نہیں ہوگا اس کی آنکھیں سوئیں گی مگر دل بیدار رہے گا وہ صاحبِ الہام ہوگا اور رسول اکرم صلی اللہ

---

[1] پ ۲۹ سورہ ن ۴

http://Ashrafi.org

علیہ وسلم کی زرہ اس کے جسم پر ٹھیک آئے گی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اسلحے اس کے پاس ہوں گے اس کی تلوار کا نام ذوالفقار ہوگا اس کے پاس سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قرآن کریم ہوگا اور ایک کتاب ہوگی جس میں قیامت تک کے دوست و دشمن کے نام لکھے ہوں گے۔ اس کے بول و براز (پیٹ سے نکلنے والی غائط) کو کوئی نہیں دیکھ سکے گا۔ اس لیے کہ حق تعالیٰ زمین کو اس پر مامور فرمادے گا کہ جو کچھ شکم سے باہر نکلے اس کو اپنے اندر چھپالے۔ اس کی خوشبو مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پاکیزہ ہوگی۔ وہ لوگوں پر ان کے نفس سے زیادہ مہربان ہوگا بلکہ والدین سے زیادہ مہربان ہوگا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے لیے لوگوں کے ساتھ بہت زیادہ عاجزی کرنے والا ہوگا۔ تمام لوگوں سے زیادہ احکام الٰہی پر عمل کرنے والا ہوگا اسی طرح تمام لوگوں سے زیادہ ممنوعات سے گریزاں ہوگا۔ وہ مستجاب الدعوات ہوگا۔ اس قدر کہ اگر کبھی کسی پتھر کو بددعا دے گا تو وہ بھی شق ہو کر دو ٹکڑے ہو جائے گا۔ روح قدس سے اس کی تائید کی جائے گی۔ اس کے اور حق تعالےٰ کے درمیان نور کا ایک ستون ہوگا جس میں بندگان خدا کے اعمال وہ دیکھے گا جس کی ان کو ضرورت پڑتی ہے اور جو کچھ ان کو وسعت اور تنگی دی جائے گی تو وہ سب جان جائے گا اور دوسروں کو خبر نہ ہوگی وہ ماں باپ سے پیدا ہوگا اور اس کی اولاد ہوگی اس کو صحت و بیماری سب ہوگی۔ وہ کھائے گا بھی اور پئے گا بھی۔ وہ نکاح بھی کرے گا اور سوئے گا بھی وہ غمگین بھی ہوگا اور شاداں بھی، وہ ہنسے گا بھی اور روئے گا بھی۔ وہ زندہ رہے گا اور مرے گا بھی اس کی قبر ہوگی اور اس کی زیارت کی جائے گی، اس کا حشر ہوگا اور وہ حشر میں کھڑا ہوگا اس کی خدمت میں اس کے اعمال حسنہ پیش کیے جائیں گے اور اس سے سوال ہوگا اور اس کی عزت محشر میں کی جائے گی اور اس کی شفاعت ہوگی اور اس کی پہچان دو باتوں میں ہے علم میں اور قبولیتِ دعا میں۔

(فصل الخطاب کی عبارت کا ترجمہ ختم ہوا)

بروایت اہل بیت امام مہدی کے اوصاف

اہل بیت کی روایت کے اعتبار سے امام مہدی کے اوصاف یہ ہونگے (امام مہدی کی علامات یہ بتائی گئی ہیں) کہ وہ انصاف کے ساتھ حکم کرے گا۔ مقام تہامہ سے بامراد خروج کرے گا۔ حق تعالیٰ کے کلام کے صدق کی تصدیق کرے گا اور حق تعالیٰ دور دراز کے شہروں سے اہل بدر کی تعداد کے مطابق یعنی ۳۱۳ افراد کو اس کی حمایت میں اس کے گرد جمع کر دے گا اس کے پاس ایک مہر شدہ کتاب ہوگی جس میں اس کے حامیوں اور خادموں کی تعداد نام بنام مع شہروں کے نام کے مندرج ہوگی اس کے پاس ایک علم ہوگا جو اس کے ظہور کے وقت پھیل جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس وقت اس علم کو گویا کر دے گا اور وہ اس کو ندا دے گا کہ "باہر آجایئے اے اللہ کے ولی" پس اس ندا کو سُن کر وہ باہر نکلے گا اس کے پاس ایک تلوار نیام میں ہوگی جب ظہور کا وقت ہوگا تو تلوار میان سے خود نکل پڑے گی۔ حق تعالےٰ اس کی تلوار کو بھی گویا کر دے گا اور وہ پکارے گی" اے ولی اللہ باہر آیئے" پس وہ باہر نکلے گا اور حق تعالیٰ کے احکام کو قائم کرے گا، حضرت جبریل علیہ السّلام اور میکائیل علیہ السّلام اس کے دائیں بائیں ہوں گے،

مژدہ ہواس کو جواس کا فدائی ہو اور خوشخبری ہو اس کو جو اس سے قول وقرار کرلے اور قرطبی نے ذکر کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور قیامت اس طرح ساتھ ساتھ بھیجے گئے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں مبعوث ہوا ہوں قیامت کے ساتھ ان "دو" کے مانند راوی کا بیان ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگشتِ شہادت اور انگشت وسطیٰ کو باہم ملا کر اشارہ فرمایا اختلاف الفاظ کے ساتھ ان تمام احادیث سے مراد قیامت ہے اور اس کے جلد واقع ہونے سے مراد ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

١۔ فَقَدْ جَآءَ اَشْرَا طُهَا ج ۱	اس کی علامتیں تو آہی چکی ہیں۔
٢۔ وَمَآ اَمْرُ نَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ۲	اور ہمارا کام تو ایک بات کی بات ہے جیسے پلک جھپکنا
٣۔ اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَا بُهُمْ ۳	لوگوں کا حساب نزدیک ہے۔
٤۔ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۴	پاس آئی قیامت اور چاند شق ہوگیا۔
٥۔ اَتٰى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ط ۵	اب آتا ہے اللہ کا حکم تو اس کی جلدی نہ کرو۔

یہ فرما کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہو گئے بعض علماء نے کہا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جلد بیٹھ گئے اس خوف سے کہ قیامت جیسے قائم نہو گئی ہو۔ حضرت ضحاک اور حضرت حسن رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ قیامت کی اوّل شرط حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ امام موسیٰ کاظم ابن امام جعفر صادق اپنے والد اور وہ اپنے والد یعنی امام محمد باقر رضوان اللہ علیہم اجمعین سے روایت کرتے ہیں قیامت کی جو شرائط بیان کی گئی ہیں جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ قیامت قریب ہے اس کی دل شرط بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے اس لئے کہ وہ بنی آخر الزماں ہیں جو مبعوث فرمائے گئے آپؐ کے اور قیامت کے درمیان کوئی اور دوسرا نبی نہیں ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علاماتِ قربِ قیامت بیان فرمائیں کہ لونڈی بچے اور ذلیل لوگ حاکم وصاحب دولت ہوں گے آپ (امام محمد باقرؓ) نے فرمایا کہ حضورؐ کی اُمّت سے مہدی پیدا ہوں گے جو ظہور کے بعد سات ورنہ نو برس حیات رہیں گے اور اُن سے لوگ رکن (حجرِ اسود) اور مقامِ ابراہیم کے درمیان بیعت کریں گے پس وہ مہدی ہوں گے جو آخر زمانہ میں ظاہر ہوں گے وہ تمام دنیا کے مالک ہوں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ تمام دنیا کے بادشاہ چار ہیں ان میں دو مومن ہیں اور دو کافر مومنین میں حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام اور اسکندر بن فیلقوس ہیں اور دو کافر ہیں ایک نمرود ہے اور دوسرا بخت نصر ہے اور اس امت میں پانچواں سلطان ہفت اقلیم مہدی ہے جو میری اولاد سے ہوگا۔

شیخ ابو صدیق ناجی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ

۱ پ ۲۶ سورہ محمدؐ ۱۸ ۲ پ ۲۷ سورہ قمر ۵۰ ۳ پ ۱۷ سورہ الانبیآء ۱ ۴ پ ۲۷ سورہ قمر ۱ ۵ پ ۱۴ سورہ النحل ۱

http://Ashrafi.org

علیہ وسلم نے ایک بلا کا ذکر فرمایا جو اس امت کے نصیب میں آئے گی اور وہ ایسی بلا ہوگی کہ کسی شخص کو ایسی جگہ میسّر نہیں آئے گی جہاں پناہ لے سکے اور ظلم سے محفوظ رہے۔ پس حق تعالیٰ میری عزت یا میرے اہل بیت سے ایک شخص کو ظاہر فرمائے گا پس اس کے ذریعہ سے اللہ تعالےٰ زمین کو عدل وانصاف سے پر کردے گا جس طرح وہ ظلم سے پر تھی، تمام آسمان اور زمین کے رہنے والے اس سے راضی ہو جائیں گے۔ آسمان اپنے ہر قطرے کو باہر نکال دے گا۔ یعنی شدید بارش ہوگی۔ یہاں تک کے زندہ لوگ مردوں کے زندہ ہو جانے کی آرزو کریں گے اس کا نام میرا نام ہوگا اور اس کے باپ کا نام میرے والد کا نام ہوگا۔ ترمزی نے اسکو روایت کیا ہے اور معناً اسکو حدیثِ صحیح کہا ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ایک طویل حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دنیا کا ایک دن بھی باقی رہے گا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو اس قدر دراز فرمادے گا کہ سب کا والی ایک شخص میری نسل سے ہو۔ اس کے روبرو فرشتے ہوں گے وہ اپنے اسلام کو ظاہر فرمادے گا فرمایا کہ میری امت میں ایک مہدی ہے جو بعد ظہور پانچ سال یا سات سال یا نو سال زندہ رہے گا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ مہدی میرے اہل بیت سے ہوگا اور سات برس حکومت کرے گا اور زمین انصاف سے بھر دے گا اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے ساتھ خروج کرے گا اور قتل دجاؔل میں وہ ان کی مدد کرے گا وہ اس امت کی امامت کرے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کی اقتدا میں نماز ادا کریں گے شیخ ابن عربی نے فرمایا کہ اس بات میں احتمال ہے۔

حضرت درِّیتیم نے عرض کیا کہ اکثر احادیث صحیحہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مہدی عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ کوئی شخصیت ہے اور وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل پاک سے ہوگا جیسا کہ اخیار سے ظاہر ہوتا ہے لیکن ایک قول یہ ہے کہ لا مھدی الاعیسی ابن مریم (علیھم السلام) اس قول اور احادیث مزکورہ کا کس طرح تطابق کیا جاسکتا ہے حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا یہ قول شاذ ہے اور اس قول میں تاویل کا بھی احتمال ہے یعنی لا مھدی کا ملاً معصوماً الا عیسی ابن مریم (نہیں ہے کوئی کامل اور معصوم مہدی سوائے عیسیٰ ابن مریم علیہما السّلام کے) اس قول کو حذف پر بھی محمول کیا جا سکتا ہے یعنی (لا مھدی بعد مھدی المشھور الذی ھو من اولا دمحمد (صلی اللّٰہ علیہ و سلم) وعلی (رضی اللّٰہ عنہ) الا عیسی ابن مریم (علیھما السلام) نہیں ہے کوئی مہدی اس مہدی مشہور کے بعد جو اولاد محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولادِ علی سے ہوگا سوائے عیسیٰ ابن مریم کے (اور اللہ زیادہ جاننے والا ہے) اسی طرح حدیثوں میں تطبیق کی جاتی ہے اور تعارض دفعہ کیا جاتا ہے اور امام مہدی آخر زمانہ میں ظاہر ہوں گے آپ کے ظہور پر چالیس سال گذرے ہوں گے کہ مغرب میں قتل وغم ہوا ہوگا اور بھوک اور دشواری کا غلبہ ہوا ہوگا اور بہتیرے فتنے برپا ہوئے ہونگے اور آدمی ایک دوسرے کو کھا گئے ہوں گے۔ ان حالات کے بعد ایک مرد مغرب بعید سے خروج کرے گا جو اہل فاطمہ بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگا یعنی مہدی القائم آخر الزماں اور یہ قیامت کی علامت میں

http://Ashrafi.org

سے پہلی علامت ہوگی۔

مولف اوراق حاجی نظام غریب یمنی عرض پرواز ہے کہ اس حدیث میں جو حضرت معاویہ سے مروی ہے ہم کو ان شہروں میں دیکھنے کے بعد معلوم ہوا کہ سب سے بڑی علامت ظہور مہدی کی یہ ہے کہ اس سال ماہ رمضان میں دِو سورج گرہن ہوں گے حضور پرنور علیہ التحیہ والثنا نے دوبار فرمایا کہ ہمارے مہدی کے لیے دو (۲) علامتیں ہیں کہ جب سے حق تعالیٰ نے زمین و آسمان پیدا فرمائے ہیں ان دو (۲) علامتوں کا ایک ساتھ ظہور نہیں ہوا ہے کہ رمضان کی پہلی رات میں (۱ ینخسف القمر اوّل لیلة من رمضان) چاند کو گرہن لگے گا اور نصف رمضان میں سورج گرہن لگے گا۔ ینکسف الشمس فی النصف منه)

اشرف کہتا ہے کہ شیخ (محی الدین ابن عربی) نے فتوحات مکیہ میں فرمایا ہے:- اصحاب اور دشمنان امام مہدی میں ہر دو فریق ایک حملہ میں شکست نہیں کھائیں گے بلکہ ثابت رہیں گے یہاں تک کہ جھوٹا قتل کیا جائے یا بھاگ کھڑا ہو، یہ صادق اصحاب مہدی کے وزیر ہوں گے۔ کیا تم ان یارانِ مہدی کو نہیں دیکھتے کہ وہ تکبیر (اللہ اکبر) سے شہر روم کو فتح کریں گے اور جب وہ پہلی مرتبہ تکبیر کہیں گے تو شہر پناہ کا ۱/۳ حصہ گر پڑے گا اور ان کی دوسری تکبیر پر دوسرا ثلث یعنی ۲/۳ حصّہ منہدم ہو جائے گا اور جب وہ تیسری تکبیر کہیں گے تو بقیہ تیسرا حصّہ بھی منہدم ہو جائے گا تو بلا تلوار چلائے شہر فتح ہو جائے گا پس یہ سچائی کی عین دلیل ہے۔ وہ شہر مفتوحہ میں دین کو قائم کرے گا اور اسی کتاب میں ہے کہ :- اسلام میں تازہ روح پھونکے گا اور اس کی وجہ سے اسلام کو عزت حاصل ہوگی ذلت وخواری کے بعد گویا وہ موت کے بعد پھر زندہ ہوگا وہ جزیہ کو موقوف کر دے گا اور تلوار کی زور سے لوگوں کو حق کی طرف بلائے گا، پس جو کوئی حق کا انکار کرے گا اسے قتل کر دے گا جو کوئی نزاع کرے گا اس کی مدد نہیں کرے گا وہ دین کو اس چیز سے پاک کر دے گا کہ اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوتے تو اس کی پاکی کا حکم فرماتے (غیر شرعی چیزوں اور امور سے دین کو پاک کر دے گا) بس کوئی مذہب خالص اسلام کے سوا باقی نہیں رہے گا۔

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ مہدی کا خروج یمن کے ایک گاؤں سے ہوگا جس کا نام کرعہ ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب عیسیٰ ابن مریم (علیہما السّلام) نازل ہوں گے تو روئے زمین پر امن وامان ہو جائے گا ایسا امن ہوگا کہ بھیڑیے اور بکری ساتھ ساتھ چریں گے، اور بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے اور ان میں سے کوئی ایک دوسرے کو نقصان نہیں پہنچائے گا اس کے چالیس سال بعد حق تعالیٰ ان کو موت دے دے گا (وہ وفات پا جائیں گے) مسلمان ان کے جنازہ کی نماز ادا کریں گے اور ان کو دفن کر دیں گے۔

---

۱ خسوف (یعنی چاند گرہن) بدر کی حالت میں ہوتا ہے، ہلال یا شب اول کے چاند میں گرہن نہیں لگتا۔ یہ انہونی اسی وقت ہوگی جب ظہور مہدی ہوگا۔

اسی طرح حضرت دانیال نبی کی کتاب میں پایا گیا ہے کہ جب مہدی (علیہ السلام) وفات پا جائیں گے تو پانچ شخص (روئے زمین) کے مالک ہوں گے اور وہ سبط اکبر (یعنی امام حسن بن علی، رضی اللہ عنہم) کی اولاد سے ہوں گے۔ ان کے بعد پھر پانچ افراد سبط اصغر (حضرت حسین) کی اولاد سے مالک ہوں گے اس کے بعد ان کا پچھلا وصیت کرے گا اس شخص کے حق میں جو سبط اکبر کی اولاد سے ہوگا۔ پس وہ مالک ہوگا اس کے بعد اس کا بیٹا مالک ہوگا اس طرح کُل بارہ بادشاہ ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک امام مہدی ہوگا۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا بعض زمانوں میں اکثر لوگوں نے یعنی بعض لوگوں نے مختلف زمانوں میں اس منصب کا دعویٰ کیا ہے لیکن وہ دلائل سے اپنے دعویٰ کو سچ ثابت نہیں کر سکے۔ اتفاقاً اس فقیر کا گذر شہر روم میں ہوا، سب ساتھی جامع مسجد میں اترے، شہر کے اکثر علماء وفضلا مثلاً روم کے قاضی زادہ اور مخدوم زادہ مولوی حضرت شیخ ابوالفضل ارمنی ملاقات کو آئے اور انہوں نے عرض کیا کہ یہاں (روم میں) ایک شخص نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے چونکہ ہم مہدی کی علامت سے آگاہ نہیں ہیں لوگ اس کے گرویدہ اور مطیع ہوتے جا رہے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کی احادیث شریفہ میں مہدی کی علامات موجود ہیں اور مشہور ہیں اور بہت زیادہ ہیں اُن کی طرف رجوع کرنا چاہئیے لیکن اس شخص کو بھی دیکھنا چاہئے۔ جب دوسرا جمعہ آیا وہ شخص حضرت قدوۃ الکبرا کو دیکھنے خود آیا کچھ دیر آپ نے اس پر نگاہ کر کے فرمایا اے عزیز! انسان صرف دعویٰ سے مہدی نہیں بن جاتا ہے جب اللہ تعالیٰ کسی کو اس منصب پر مشرف وسربلند فرمائے گا تو اس کے آثار ونشانیاں بھی ظاہر فرما دے گا پس تم کیوں خود کو اس مصیبت میں ڈال رہے ہو۔

دلا تا بزرگی نیاری بدست	بزرگی جوتو نے نہ پائی ابھی
بجائی بزرگان نباید نشست	بزرگوں کی جا بیٹھنا مت کبھی

حضرت شیخ صدرالدین قونوی قدس سرہٗ کے زمانے میں بھی ایک شخص نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تھا وہ کہتا تھا کہ میں مہدی ہوں حضرت شیخ مویدالدین جندی سے منقول ہے کہ ایک شخص میرے مکان پر آیا جس کا دعویٰ یہ تھا کہ وہ مہدی ہے اور وہ مجھ سے اس کی تصدیق چاہتا تھا اور میں کہتا تھا کہ تم مہدی نہیں ہو اور جھوٹ بول رہے ہو میرے اس انکار کے باعث وہ میرا دشمن بن گیا اور ایذارسانی کے درپئے ہوا نصرانیوں اور ملحدوں کی ایک جماعت کو میری ایذارسانی پر مقرر کر دیا، میں نے شیخ بزرگ شیخ محی الدین ابن العربی کی روح سے پناہ طلب کی اور ان سے مدد چاہی میں نے دیکھا کہ حضرت شیخ ظاہر ہوئے اور اپنے ایک ہاتھ سے اس مہدی کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے اور دوسرے ہاتھ سے اس کے دونوں پاؤں پکڑ لیے اور مجھ سے کہا کہ میں اس کو زمین پر پٹخ دیتا ہوں۔ میں نے کہا کہ اے میرے سردار آپ کا جو حکم وفرمان ہو یہ کہہ کر حضرت شیخ واپس تشریف لے گئے میں اٹھ کر مسجد میں چلا گیا میرے پیچھے پیچھے وہ مدعی مہدویت اپنے عقیدتمندوں کے ساتھ وہاں مجھے ایذا دینے کے لیے جمع تھا لیکن میں نے ان کی طرف

http://Ashrafi.org

التفات نہیں کیا اور محراب مسجد میں اپنی نماز ادا کی اور وہ لوگ باوجود ارادہ کے میرا کچھ نہ بگاڑ سکے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کے شر سے بچایا اس کے بعد اس مدعی مہدویت نے میرے ہاتھ پر توبہ کی اور پھر وہاں سے چلا گیا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک میرے اہل بیت سے ایک شخص تمام عرب وعجم کا مالک نہیں ہو جائے گا اس کا نام میرے نام پر ہوگا۔ (یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد میں حضرت ام سلمہ کی روایت سے بھی آئی ہے لیکن اس میں لفظ عجم نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ کسی دوسری روایت میں یہ لفظ آیا ہو) حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ نے فرمایا کہ:-

"مہدی میری عترت میں اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہوگا"۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہدی میری اولاد سے ہیں کشادہ پیشانی، لمبی اور اونچی ناک، میانہ قد سے بلند اور دراز قد سے کم بلند سر پیوستہ موا گر مانگ نکلے تو وہ جدا ہوئے ورنہ نہیں اور جب آپ بالوں کو کان تک لے جائیں گے تو موئے مبارک کان کی لو تک پہنچیں گے۔ آپ کا رنگ چمکتا پیشانی کشادہ، ابرو کشیدہ فراخ غیر متصل ہوگا اور ان کے درمیان ایک رگ ہوگی جس کو جلال چمکا دیا کرے گا، آپ کی ناک بلند ہوگی اور اس کے لئے ایک نور ہوگا جو بلند ہوتا نظر آئے گا، آپ بلند سر گھنی ریش مبارک والے، سیاہ چشم، نرم رخسار، کشادہ دہن چمکتے دانت والے آگے کے دانت کی کھڑکی کھلی ہوئی سینہ کے بال باریک، شکم وسینہ برابر، دونوں قدم برابر اور ہموار دونوں شانے جدا جدا تمام اعضاء فربہ اور سڈول، بدن بغیر لباس کے روشن چمکدار ناف اور سینہ کا درمیانی حصہ پیوستہ ہوگا اور آپ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم وستم سے بھری ہوئی ہوگی آپ سات برس حکومت فرمائیں گے اور انہیں ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بلا کا ذکر کیا جو اس امت پر نازل ہوگی ایسی کہ کوئی شخص اس کے ظلم سے پناہ حاصل نہیں کر سکے گا۔ پس خداوند تعالیٰ میری عترت اور میرے اہل بیت سے ایک شخص کو ظاہر فرمائے گا (یبعث اللّٰہ تعالیٰ رجلا من عترتی واھل جیتی) اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ زمین کو عدل وانصاف سے پُر کر دے گا اسی طرح جس طرح وہ پہلے ظلم وجور سے پر تھی۔

پس علماء نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ وہ بادشاہ عادل ہے جس کو حق تعالیٰ جناب فاطمہ (علیہا السّلام) کی اولاد سے پیدا کرے گا اس وقت جب کہ اس کی مشیت ہوگی اور اس کو اپنے دین کی مدد کے لیے ظاہر فرمائے گا۔ علمائے شیعہ کا خیال ہے کہ مہدی محمد بن حسن عسکری (رضی اللہ عنہ) ہیں جو دشمنوں کے خوف سے مخفی ہو گئے ہیں۔ ان کی درازیٔ عمر میں حضرت نوح اور حضرت خضر علیہما السّلام کی درازی عمر کی طرح کوئی استحالہ نہیں ہے (اس

قدر طویل عمر ناممکن نہیں ہے)اس بات سے تمام دوسرے فرقوں (کے علماء) نے انکار کیا ہے اسی لیے کہ یہ دعویٰ ایک امرِ بعید ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ اس امت (محمدی صلی اللہ علیہ وسلم) میں ایسی طویل عمر پانا دستور نہیں رہا ہے بغیر کسی دلیل اور علامت کے۔اور امام محمد بن حسن عسکری کے اس قدر اخفا کے سلسلہ میں کوئی علامت اور دلیل مذکور نہیں ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق کوئی اشارہ بھی نہیں فرمایا ہے۔اس انکار کی وجہ یہ بھی ہے کہ امام کا اتنے دنوں تک اس طرح پوشیدہ رہنا کہ نام کے سوا کچھ بھی ان کا ذکر مذکور نہیں ایک بعید از قیاس امر ہے اور یہ بھی دلیل ہے کہ اس پوشیدگی کے ہوتے امام کی بعثت بے کار ہو جاتی ہے کیونکہ امامت سے مقصود اقامت شریعت ہے اور ظلم کو دفع کرنے والے انتظام کا قائم کرنا ہے اسی طرح کے اور امور ہیں اگر اس کو تسلیم کر لیا جائے تو چاہئے تھا کہ ظاہر ہو جاتے ہاں امامت کا دعویٰ نہ کرتے جیسے تمام ائمہ اہلبیت تھے تا کہ اولیاء اللہ اُن سے مدد و غلبہ حاصل کرتے اور سب لوگ نفع اٹھاتے اور یہ بات بھی ہے کہ یہ زمانہ تو اُنکے ظہور کے لئے سب سے اچھا تھا کیونکہ یقینی بات ہے کہ آپ کی نیاز مندی کے لئے عورتیں، بچے اور بڑے چھوٹے بڑی جلدی کریں گے۔

ولی کو ناموزوں نہیں ہونا چاہئے

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ ولی کو چاہیے کہ وہ ناموزوں نہ ہو۔حضرت نور العین نے عرض کیا کہ موزونی سے کیا مراد ہے؟ حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا مراد یہ ہے کہ اس کے تمام افعال وحرکات پسندیدہ ہوں اور میزان شریعت وطریقت پر موزوں ہوں کہ ایک بات بھی اور ایک کام بھی صوفیہ وطائفہ علیہ کی روش اور شریعت کے خلاف نہ ہو، حضرت شیخ بہاؤالدین نقشبند زبانِ مبارک سے اکثر یہ اشعار پڑھا کرتے تھے"

قطعہ

سہ نشان بود ولی راز نخست آن بمعنی	ہیں ہمشہ سے ولی کی یہی تین ہی علامت
کو چون روئ او بہ بینی دل تو بدو گراید	کہ جو دیکھ لے تو چہرہ ترے دل میں اٹھے الفت
دوم آنکہ در مجالس چو سخن کند بمعنی	اور اگر وہ مجلسوں میں کرے وعظ اور نصیحت
ہمہ راز ہستیِ خود بحدیث می رباید	تو کلام سن کے ہوئے تری بیخودی کی حالت
سوم آن بود بمعنی ولی اخص عالم	اور ہو خاص برگزیدہ بجناب رب و عزت
کہ ہیچ عضو اور احرکاتِ بدنیاید	کسی عضو سے بھی اس کے نہ ہو کچھ خراب حرکت

موزوں سے یہی باتیں مراد ہیں۔ یہ مراد نہیں ہے کہ وہ اشعار موزوں طریقہ پر پڑھتا ہو یا خود موزوں اشعار کہتا ہو۔اس موقع پر حضرت شیخ مبارک نے عرض کیا کہ اہل ولایت کے کچھ مزید اوصاف کے بارے میں حضرت بیان فرمائیں ارشاد فرمایا ابو عبداللہ سالمی سے کسی شخص نے دریافت کیا کہ ہم مخلوق کے درمیان اولیاء اللہ کو کس طرح پہچانیں تو انہوں نے فرمایا اولیا کی شناخت لطافت زبان، حسن اخلاق،

تازہ روئی، سخاوت نفس، قلت اغراض، ہر عذر خواہ کے عذر کو قبول کرنا اور تمام مخلوق پر شفقت خواہ وہ نیکو کار ہوں یا بدکار، سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر خصوصیات اور اکثر مصطفوی اوصاف اس میں موجود ہونا چاہئیے کہ ولی ہر حال میں نبی کا تابع ہے اور الشیخ فی قومہ کا لنبی فی امتہ (ولی اپنے تابعین میں ایسا ہے جیسے پیغمبر اور نبی اپنی امت میں)

رسالہ قشیریہ میں ولی کے اوصاف

حضرت قدوۃ الکبرا نے ان کو جواب دیا کہ میں نے رسالہ قشیریہ میں یہ پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس فرقہ کو رسولوں اور نبیوں (علیہم السلام) کے بعد اپنے بندوں میں ہر فضیلت بخشی ہے اور اپنے دوستوں کے زمرے میں ان کو چن لیا ہے، ان کے دلوں کو اپنے بھیدوں کی کان بنایا ہے اور امت مرحومہ میں ان کو اپنے انوار کی چمک کے لئے مخصوص فرمالیا ہے اور ان کو بشریت کی کدورتوں سے صاف کر دیا ہے اور مقامات مشاہدہ تک ان کو عروج دیا ہے کہ اسکی یکتائی کی حقیقتیں ان پر تجلّی فرمائیں اور ان کو آداب بندگی کے قائم رکھنے کی توفیق دی ہے اور احکام ربوبیت کے مقامات کا اُن کو مشاہدہ کرا دیا ہے۔

امام قشیری مزید فرماتے ہیں کہ لوگ یا تو اصحاب نقل وردایت ہیں یا ارباب عقل وفکر ہیں اور شیوخ صوفیہ اس سے ترقی کر چکے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ وہ چیزیں جو تمام لوگوں سے پوشیدہ ہیں ان پر ظاہر ہیں اور جس چیز کی معرفت مخلوق کو میسر نہیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے لئے موجود ہے پس یہ حضرات (صوفیہ) اہل وصال ہیں اور عوام اور دوسرے لوگ اہل استدلال ہیں۔

شعر

لیلی بوجهك مشرق	مری شب میں تجھ سے ہے روشنی
وظلامه فی الناس سار	اور اندھیری خلق پہ چھائی ہے
والناس فی صدف الظلام	ہیں وہ ظلمتوں میں گھرے ہوئے
ونحن فی ضوء النهار	اور مجھے تو دن کی صفائی ہے

اتباع شریعت

حضرت قدوۃ الکبرا حضرت شیخ بہاؤالدین نقشبند سے نقل فرماتے تھے کہ میں ایک دن خواجہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ کچھ لوگوں نے اولیاء کرام کے اوصاف کے بارے میں ان سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اپنی روش کے اعتبار سے اولیاء دو طرح کے ہیں ایک ولی عزلت دوسرے ولی عشرت، ولی عزلت کا مرتبہ مثل ندیموں کے ہے کہ جب تک وہ مقربین سلطنت کا قرب حاصل نہیں کر لیتا اس کو سلطان کے حضور میں باریابی نہیں ہوتی۔ ولی عشرت کا مرتبہ وزراء جیسا ہے کہ حضرت سلطان کا وہ نائب مناب اور خلیفہ ہوتا ہے اور ملکی تصرفات کے دروازے اس کے اوپر کھلے ہوتے ہیں وہ صاحب اختیار رہتا ہے اور اسے مطلق العنان بنا دیا جاتا ہے (جیسا مناسب سمجھے ویسا کرے) پس ولی عشرت کا حال زوال سے محفوظ ہوتا ہے وہ جب چاہتا ہے ایک صفت سے دوسری صفت میں اور ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہو جاتا ہے اور باوجود اس کے کہ وہ اپنے احوال باطنی پر متصرف ہے لیکن اس کے ادب کا یہ عالم ہوتا ہے کہ وہ اپنے احوال کو میزان شریعت پر تولتا ہے اگر اس کا حال قواعد شریعت کے مطابق ہوتا ہے تو اس پر اعتماد کرتا ہے اور اس کو ظاہر کرتا ہے اس کے برخلاف اگر ہوتا ہے تو

http://Ashrafi.org

اس پر اعتماد نہیں کرتا۔

اس موقع پر حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ اس طائفہ کے لیے سب سے اہم بات یہ ہے کہ خلاف شریعت ایک ذرا سی بات بھی (ایک ذرّہ) وہ اپنے لیے روا نہیں رکھتے ہیں بلکہ باطنی طور پر بھی کوئی ایسی بات صادر نہیں ہوتی کہ جو موجب حرمان ہو۔ وہ کبھی بھی اسرار و معارف کی بات کسی صورت میں بیان نہیں کرتے کہ محض ایک ادب کے خلاف عمل پر شیخ احمد نصیر کو ایک سال تک سُور چرانے پڑے تھے اس کی تفصیل یہ ہے کہ شیخ احمد نصیر قدس سرہٗ کبار مشائخ سے تھے۔ یہ شیخ ابوالعباس قصّاب کے معاصرین میں سے تھے انہوں نے بائیس ۲۲ حج کیے تھے اور اکثر ایسا ہوتا تھا کہ وہ خراسان ہی سے احرام باندھ لیتے تھے۔ ایک دن انہوں نے حرم میں صوفیہ کے اسرار و حقایق سے اصحابِ طاعات کے کچھ اقوال بیان کیے، دو سو اسی مشائخ کرام اس وقت حرم میں موجود تھے ان سب نے ان سے کہا کہ آپ نے ایسی بات کیوں کہی اور پھر ان کو حرم سے نکال دیا۔ اس وقت شیخ خضری (جو ان کے مرشد تھے) اپنے گھر سے باہر آئے اور خادم سے کہا کہ وہ خراسانی جوان جو ہر سال ہمارے پاس آتا ہے اس بار اگر وہ آئے تو اس کو میرے پاس نہ آنے دینا۔

جب کچھ عرصہ بعد احمد بغداد پہنچے تو حسب معمول شیخ خضری کے دولت کدہ پر گئے تو خادم نے کہا کہ شیخ فلاں دن فلاں وقت خلوت سے باہر تشریف لائے تھے اور انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو اندر نہ جانے دوں شیخ احمد نے جب یہ بات سنی تو بے ہوش ہو گئے اور چند دن اسی طرح گزر گئے آخر کار ایک دن شیخ خضری باہر تشریف لائے اور شیخ احمد سے کہا کہ حرم میں تم سے جو ترکِ ادب سرزد ہوا ہے اس کی سزا یہ ہے کہ تم روم جاؤ اور ایک سال ایک دن تک سُور چراتے رہو اور رات کو وہاں ایک مقام طرطوس ہے جس کو کافروں نے مسلمانوں سے لے لیا ہے اور ویران کر دیا ہے اس جگہ صبح تک نماز پڑھا کرو اور خبردار ذرا نہ سونا ممکن ہے کہ پیروں کا دل تم کو قبول کر لے، شیخ احمد چونکہ جذبۂ صادق رکھتے تھے ان کے شیخ نے جو کچھ فرمایا اس کو قبول کر لیا اور اسی کے مطابق عمل کیا۔ اس عمل کے بعد جب شیخ احمد اپنے شیخ کے مکان پر واپس پہنچے تو خادم نے کہا کہ آج سات مرتبہ شیخ تمہاری طلب میں خلوت خانہ سے باہر تشریف لا چکے ہیں۔ یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ شیخ خضری باہر تشریف لائے اور ان سے مخاطب ہو کر فرمایا یا احمد ولدی قدۃ عینی (اے احمد! میرے فرزند! میری آنکھوں کی ٹھنڈک) یہ سن کر احمد نے خوشی میں کہا "لبیک"۔ پھر وہ مکہ معظمہ حرم شریف گئے تو تمام پیران حرم نے ان کا استقبال کیا اور سب نے فرمایا اے ہمارے فرزند عزیز! اے ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک۔

ایک روز حضرت قدوۃ الکبرا نے بعض خلفاء کے التماس پر اولیائے معاشر کا بیان فرمایا اور ارشاد کیا کہ اولیائے معاشر وہ ہیں کہ جن کو حال بقا سے بہرۂ وافر مل چکا ہے بقا باللہ کی منزل اور مقام پر پہنچ کر "وحدت در کثرت" کے مشاہدہ سے مشرف ہو چکے ہوں ان حضرات کے لیے یہ تمام عالم مجلّٰی ہے۔

اور آئینہ حسن مقصود ہے بموجب اس ارشاد کے کہ ماریت شیئا الّا درایت اللّٰہ فیہ وہ کسی چیز کو نہیں دیکھتے مگر ہر چیز میں ان کو جمالِ الٰہی نظر آتا ہے۔ ہزاروں رحمتیں خدا کی خواجہ کرمانی کی روح پر ہوں کہ فرمایا۔

بیت

کہ جہان صورتست و معنی دوست	ہے جہاں لفظ اُس کے معنی دوست
ور بمعنی نظر کنی ہمہ اوست	معنی کی حثیت سے بس ہمہ اوست

بایں صورت معاشرہ سے کوئی چیز بھی ان کے لئے گراں اور ثقیل نہیں ہے بلکہ قرابت اشیأ اور جمال مقصود کے شہود کے باعث جوان کو مرأت جہاں میں نظر آتا ہے اس لئے وہ جمال معاشرہ کے ذریعہ کمال عشرت سے متصف ہیں پھر آپ نے حضرت خواجہ کا فرمایا ہوا یہ شعر پڑھا۔

بیت

راہ بوحدت نبرد ہر کہ نشد درطلب	پائی نہ وحدت کی راہ جو نہ طلب میں ہوا
جملہ ذرات راازدل وجان ازمرید	دنیا کے ہر ذرہ کا جان و دل سے مرید

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ یہ اولیاء اللہ مختلف ہیں اپنے اپنے احوال میں، بعض ان میں بے صفت اور بعض بے نشان ہیں اور بعض باصفت اور بعض صفات ونشان سے بلند و بالاتر ہوتے ہیں مثلاً بعض کو اہل معرفت یا اہل محبت یا اہل توحید سے تعبیر کیا جاتا ہے اور کہا گیا ہے کہ اولیاء اللہ کی نہایت ان کی بے صفتی و بے نشانی ہے کیونکہ یہی بے نشانی کشف ذات ہے جو ایک بلند مقام اور بہت ہی شریف درجہ و مرتبہ ہے۔ ہماری عبادات اور اشارات اس مرتبہ کی کنہ اور حقیقت بیان کرنے سے قاصر ہیں۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ اس گروہ کے جس کسی فرد نے بھی روش نبوی اور اتباع مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف قدم اٹھایا وہ کبھی بھی اپنے مقصود کو نہ پاسکا جیسا کہ حضرت سعدی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے۔

خلاف پمیبر کسی رہ گزید	خلاف پمیبر وہی ہے چلا
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید	جو منزل پہنچنا نہیں چاہتا
محالست سعدی کہ راہ صفا	نہوگا یہ سعدی کی راہ صفا
توان رفت جز درپئ مصطفیٰ	چلے کوئی بے سنتِ مصطفےٰ

حضرت قدوۃ الکبرا نے حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی سے یہ روایت (تقریباً ان الفاظ میں) بیان فرمائی کہ وہ فرماتے تھے کہ شیخ مجدالدین بغدادی قدس سرہٗ کا ارشاد ہے کہ انہوں نے حالتِ خواب میں حضرت رسات پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ حضور آپ کا ابن سینا کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ آپ نے فرمایا وہ ایک شخص تھا جس نے میرے واسطہ اور ذریعہ کے بغیر خدا تک پہنچنا چاہا اور میں نے اس کو اپنے ہاتھ سے (وہاں تک پہنچنے سے) روک دیا یہاں تک کہ وہ نارِ جہنم میں گر گیا۔

http://Ashrafi.org

میں نے یہ واقعہ اپنے استاد مولانا جمال الدین چلپی سے بیان کیا۔انہوں نے فرمایا عجیب بات ہے اس کے بعد انہوں نے فرمایا کہ میں بغداد سے شام کی طرف جا رہا تھا کہ شام سے روم چلا جاؤں جب میں شہر موصل میں پہنچا تو رات میں نے ایک مسجد میں بسر کی۔ جب میں سو گیا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ وہاں نہیں جاتے جہاں کچھ فائدہ پا جاتے میں نے نظر اٹھا کر دیکھا کہ کچھ لوگ حلقہ باندھے بیٹھے ہیں اور ایک نورانی صورت والی ہستی ان کے درمیان تشریف فرما ہے ایک نور اُن کے فرقِ مبارک سے نکل کر آسمان تک پہنچ رہا ہے۔

شعر

زنور روئ اوچون ذرہ خورشید — اسی کے نور کا خورشید ذرہ

ولی این رازوال آن نورِ جاوید — مگر اس کو فنا اور وہ ہمیشہ

وہ کچھ گفتگو فرما رہے تھے، یہ تمام حضرات توجہ کے ساتھ اسے سن رہے تھے۔ میں نے ان لوگوں سے کہا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ انہوں نے کہا کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ یہ سُن کر میں آگے بڑھا اور سلام پیش کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور مجھے بھی اس حلقہ میں بیٹھنے کی اجازت مرحمت فرمائی جب میں بیٹھ گیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ابن ابی سینا کے بارے میں آپؐ کا کیا ارشاد ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا وہ ایک ایسا شخص ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس کے علم کے مطابق گمراہ کر دیا۔ پھر میں نے عرض کیا: آپؐ شہاب الدین (مقتول سہروردی) کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ابی سینا کے متّبعین میں سے ہے۔میں نے خیال کیا اب چند علمائے اسلام کے بارے میں بھی دریافت کرلوں لہذا میں نے دریافت کیا: آپؐ فخر الدین رازی کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ ایک عتاب کردہ شخص ہے، پھر میں نے عرض کیا: حجتہ الاسلام غزالی کے بارے میں حضور کیا فرماتے ہیں حضور علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا کہ وہ ایسا شخص ہے جس نے مقصد کو پا لیا۔ میں نے پھر عرض کیا: آپؐ امام الحرمین جوینی کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا وہ ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے میرے دین کی مدد کی ہے، میں نے پھر دریافت کیا ابوالحسن اشعری کے بارے میں آپؐ کا کیا ارشاد ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا قول ہے اور میرا قول سچا ہے کہ ایمان و حکمت یمن میں ہے۔ یہ میں دریافت کر رہا تھا کہ میرے قریب بیٹھے ہوئے کسی شخص نے کہا کہ یہ کیا سوالات کر رہے ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کی درخواست کرو۔ تاکہ تم کو اس سے کچھ فائدہ پہنچے، یہ سن کر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے کوئی دعا سکھایئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہو: اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيَّ حَتّٰى اَتُوْبَ وَ اعْصِمْنِي حَتّٰى لَا اَعُوْدَ وَحَبِّبْ اِلَيَّ الطَّاعَاتِ وَكَرِّهْ اِلَيَّ الْخَطِيْئَاتِ ۔بارالہا! میری طرف رجوع فرما تاکہ میں توبہ کروں اور مجھے محفوظ رکھ تاکہ میں پھر گناہ نہ کروں اور میرے لئے طاعتوں کو محبوب بنا دے اور میرے دل کے لئے گناہوں کو ناپسند دیدہ بنا دے) یہ دُعا بتانے کے بعد

http://Ashrafi.org

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں ارض روم جا رہا ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا الروم ما دخله المعصوم (روم! اس میں کوئی معصوم داخل نہیں ہوا) اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ اس مسجد میں ایک حجرہ تھا شیخ مولانا موفق الدین کواشی وہاں فروکش تھے۔ شیخ آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے میں ان کی ملاقات کے لیے پہنچا۔ انہوں نے دریافت کیا کون ہو؟ میں نے عرض کیا جمال الدین ہوں۔ فرمایا کہاں سے آنا ہوا، میں نے کہا بغداد سے، پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ میں نے عرض کیا ارض روم۔ فرمایا روم جا رہے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں! تو فرمایا الروم ما دخله المعصوم (یہ بعینہ وہ الفاظ ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمائے تھے) یہ سُن کر مجھے بہت تعجب ہوا اور میں ان کے دامن سے لپٹ گیا اور میں نے عرض کیا کہ آپ بھی کل رات کی مجلس میں موجود تھے فرمانے لگے دعنی، دعنی مجھے چھوڑو۔ مجھے چھوڑو۔ چنانچہ میں نے ان کا دامن چھوڑ دیا اور وہاں سے واپس چلا آیا اور ارض روم نہیں گیا۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا اولیا بارگاہ الٰہی کے ندیم اور وزیر ہیں اور وہ خداوند تعالیٰ کی مرضی کے مطابق کام کرتے ہیں ان سے خوارق کا کبھی کبھار جو اظہار ہوتا ہے وہ بھی مشیت الٰہی کے مطابق ہوتا ہے۔ وہ اپنی مراد سے کوئی تصرف نہیں کرتے (واگر نہ اصلا و ظہور مراد خود قیام نمی نمانید) جس قدر اظہار خوارق کا خیال ان میں قوی ہوتا ہے اسی قدر ان کے مراتب میں نقصان سرایت کرتا ہے۔ ان کے پیش نظر ہر وقت یہ بات رہتی ہے کہ ما صنع اللہ فهو خير (اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا کیا ہے وہ بہتر ہی ہے) یہ حضرات ماظهر نى الرجرد فهو خير محض (جو کچھ ظہور میں آیا ہے وہ محض خیر ہے) میں اس طرح مشغول و مستغرق رہتے ہیں کہ وہ کبھی یہ نہیں کہتے کہ یوں ہوتا یا یہ ہونا چاہئیے خواہ اس میں تمام عالم کی خیر اور بھلائی ہی کیوں نہ ہو۔ مثلاً وبا کا پیدا ہونا کہ بظاہر وہ ایک بری چیز ہے اور ہر شخص کو لازم ہے کہ اس کے قہر سے نکلنے اور اس کے لطف کی پناہ میں آنے کی درخواست کرے اور وبا کے دفع ہونے کی دعا کرے لیکن اولیائے کاملین مراد خداوندی کو قبول کرتے ہیں اور کبھی یہ نہیں کہتے کہ وبا برطرف ہو جائے یا نہ ہو (وبا دور ہو جائے یا وبا نہ ہو۔)

مصرعہ

ترک کام خود گرفتن تا برآید کام دوست چھوڑنا اپنی رضا تا دوست کی مرضی رہے

مشیت الٰہی پر اعتراض کی سزا

حضرت قدوۃ الکبرا نے (تقریباً ان الفاظ میں) فرمایا کہ میں نے طبقات الصوفیہ میں دیکھا ہے کہ شیخ ابوالحسن نے جو شیخ احمد سیّد کبیر کے بھانجے تھے کہا کہ ایک روز میں اپنے ماموں (سید احمد کبیر) کی خلوت گاہ کے دروازہ پر بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے ان کے پاس کسی شخص سے باتیں کرنے کی آواز سُنی۔ اس شخص کو میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ بہت دیر تک یہ دونوں حضرات باہم گفتگو کرتے رہے، جب بات چیت ختم ہوگئی تو وہ شخص اس دیوار کے روزن سے نکل گیا جو شیخ کی خلوت گاہ میں

http://Ashrafi.org

تھا۔اور بجلی کی طرح ہوا میں غائب ہو گیا۔ میں شیخ کے سامنے گیا اور میں نے ان سے دریافت کیا کہ یہ کون صاحب تھے انہوں نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے اس شخص کو دیکھا تھا۔ میں نے کہا جی ہاں! انہوں نے فرمایا کہ یہ وہ شخص اور وہ عظیم ہستی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے سمندر کی حفاظت اور نگرانی پر مقرر فرمایا ہے یہ رجال اربعہ میں سے ایک ہیں تین روز سے یہ مہجور و معتوب ہیں لیکن خود ان کو اس کی خبر نہیں ہے ۔یہ سن کر میں نے سیّد احمد کبیر سے عرض کیا کہ اے میرے شیخ! ان کی معزولی کا باعث کیا ہے؟ کس سبب سے یہ مہجور ہیں! شیخ نے فرمایا کہ بحر محیط کے ایک جزیزہ میں ان کا قیام ہے۔اس جزیزہ میں مسلسل تین روز تک بارش ہوتی رہی تو ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ کاش یہ بارش آبادی میں ہوئی ہوتی ۔اس کے بعد وہ کچھ سمجھے کہ میرا یہ خیال ایک اعتراض ہے تو انہوں نے توبہ واستغفار کی ۔پس وہ اس اعتراض سے مہجور ہیں میں نے اپنے شیخ سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے ان کو اس مہجوری سے آگاہ کر دیا ہے تو انہوں نے کہا نہیں۔ مجھے اُن سے یہ بات کہتے ہوئے شرم آئی تب میں نے عرض کیا کہ اگر آپ فرمائیں تو میں ان کو اس مہجوری سے آگاہ کر دوں۔شیخ نے فرمایا تم ایسا کر سکو گے میں نے کہا جی ہاں! یہ سن کر مجھ سے فرمایا سر جھکالو میں نے تعمیل کی میرے کان میں آواز آئی کہ اے علی اب اپنا سر اٹھالو میں نے سر اٹھایا تو اپنے آپ کو بحر محیط کے ایک جزیرہ میں پایا۔ میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا اور اٹھ کر تھوڑی دور چلا کہ مجھے وہ صاحب (جن کی مہجوری کا ذکر ہو چکا ہے) مجھے نظر آئے میں نے ان کو سلام کیا اور پھر وہ تمام قصہ ان سے بیان کیا۔سن کر انہوں نے مجھے قسم دی کہ جیسا میں کہوں تم ویسا ہی کرو۔میں نے کہا کہ جو آپ کہیں گے میں ویسا ہی کروں گا انہوں نے کہا کہ میرا خرقہ اتار کر میری گردن میں ڈال دو اور مجھے زمین پر گھسیٹو اور یہ آواز لگاؤ کہ یہ اس شخص کی سزا ہے جس نے کار خداوندی پر اعتراض کیا تھا چنانچہ میں نے حسبِ وعدہ ان کی گردن میں انکا خرقہ ڈال کر چاہا کہ ان کو گھسیٹوں کہ ہاتف غیبی نے پکارا اے علی! ان کو چھوڑ دو کہ زمین اور آسمان کے فرشتے ان کے اس حال پر گریہ وزاری کر رہے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا ہے۔ یہ آواز سنتے ہی میں بیخود و مدہوش ہو گیا۔ جب مجھے ہوش آیا تو میں نے اپنے آپ کو وہاں موجود پایا جہاں پہلے تھا۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ اس جزیرے میں کس طرح پہنچا اور کس طرح وہاں سے واپس آیا۔

اس موقع پر حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ شیخ ابوالمسعود نے اپنے مریدوں سے فرمایا کہ پندرہ سال ہو گئے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے اپنی مملکت پر تصرف عطا فرما دیا ہے لیکن آج تک میں نے تصرف نہیں کیا شیخ ابن قاعد نے ایک دن اُن سے عرض کیا کہ آپ تصرف کیوں نہیں فرماتے تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے تصرف کو خداوند تعالیٰ کے حوالہ کر دیا ہے وہ جس طرح چاہے تصرف فرمائے وہ مالک ہے جس طرح چاہتا ہے اپنے ملک میں تصرف فرماتا ہے۔

ہر چہ خواہد می کند پروردگار بندہ را در کار مولیٰ نیست کار

http://Ashrafi.org

جیسی مرضی ہو کرے پرور دگار — اس کے کاموں میں نہیں بندہ کا کار

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کے اولیاء باہم وگر اللہ تعالیٰ کے کاموں کے ماہر اور اس کے رازوں کے جاننے والے ہیں ایک معمولی سا حکم بھی جو عالم بالا سے عالم سفلی میں نازل ہوتا ہے ایک ذرا سی دیر میں (طرفتہ العین میں) ایک سے دوسرے کو معلوم ہو جاتا ہے کہ آج فلاں شخص کے سلسلہ میں عتاب نازل ہوا ہے یا حق تعالیٰ کی جانب سے فلاں شخص کو خطاب مرحمت کیا گیا ہے (اظہار خوشنودی فرمایا گیا ہے) اس بات کا اہل ہر شخص نہیں ہوتا۔

شب قدر کی برکات سے مشرف ہونا

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ رمضان المبارک ۸۲۷ھ کی ۲۷ تاریخ کی شب کچھو چھہ شریف میں تمام ساتھیوں کو میں نے شب قدر کی برکات سے مشرف کیا چنانچہ حضرت نور العین، حضرت دُرِّ یتیم، حضرت شیخ رکن الدین شاہباز، شیخ اصیل الدین سفید باز شیخ جمیل الدین جرہ باز، قاضی رفیع الدین اودہی، شیخ شمس الدین اودھی، شیخ عارف اور شیخ معروف اور کچھ قلندر جو زیور تجرد سے آراستہ اور خوبی و یکتائی سے پیراستہ تھے اور ملک محمود جو نہایت خالص و مخلص مرید با اعتقاد تھے اور بہت سے خدام بارگاہ اور مصاحبین درگاہ اس خصوصیت سے مشرف ہوئے اور جس وقت اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں کے فرشتے اترتے ہیں اور رحمٰن کے عنایات نازل ہوتے ہیں ہاتف غیبی نے لاکھوں تعظیم و تکریم کے ساتھ حق تعالیٰ کی طرف سے ندا دی کہ اشرف میرا محبوب ہے۔

قطعہ

ہاتف غیبی کہ زحکمِ الٰہ	ہاتف غیبی نے بحکم خدا
کرد ندا درحرمِ خانقاہ	دی حرم پاک میں آکر ندا
کای شرف عالم بہر تراست	ہے شرف دوجہاں حصہ ترا
گفت خدا اشرف محبوب ماست	بولا خدا پیارا ہے اشرف مرا
ہریک ازاصحاب بدین مژدۂ	جبکہ احبا نے یہ مژدہ سنا
کرد چو گلزار زجان خندۂ	جو تھا وہاں گل کی طرح کھل گیا

سب اس مژدۂ جانفزا کو سن کر اور اس اشارتِ دلکشا سے آگاہ ہو کر دونوں جہاں کی خوشیوں سے مالا مال ہوئے اور ان کی زبان حال یہ ترانہ سرائی کر رہی تھی۔

بدین مژدہ گرجان فشانم رواست	ہے قربان جان اس خوشی پر مری
کہ این مژدہ آسائش جانِ ماست	کہ اس مژدہ سے راحتِ جاں ملی

حضرت کا طریقہ اور عادت معہودہ تھی کہ آپ صبح کی نماز مکہ معظمہ میں ادا فرمایا کرتے تھے، اس روز بھی نماز فجر مکہ معظمہ میں ادا فرمانے کے لیے تشریف لے گئے اور پوری شرائط کے ساتھ وہاں نماز ادا فرمائی۔ حضرت شیخ نجم الدین اصفہانی نے (جو اصحاب حرم کے قبلہ اور ارباب کرم کے پیشوا تھے)

http://Ashrafi.org

جیسے ہی آپ کو وہاں دیکھا (اور آپ کے چہرے پر نظر پڑی) تو فرمایا اے محبوب یزدانی آؤ۔ آؤ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خطاب اشرف سمنانی کو مبارک ہو۔ یہ سن کر حضرت قدوۃ الکبرا نے تعظیم کے لیے اپنے سر کو جھکا دیا۔ حضرت شیخ نجم الدین نے بہت تکریم و تحریم کے ساتھ آپ کو اپنی آغوش میں لے لیا۔ (آپ سے بغل گیر ہوئے) اس وقت حرم میں تقریباً پانچ سو مشائخ موجود تھے، ہر ایک پر اس حال سے ایک عجیب و غریب کیفیت طاری ہوئی اور ہر ایک پر عجیب وجد کا عالم طاری ہوا۔ ان سب حضرات نے حضرت قدوۃ الکبرا کو مبارک باد پیش کی۔ جو کوئی بھی حضرت قدوۃ الکبرا کو دیکھتا وہ اسی خطاب (محبوب یزدانی) سے آپ کو مخاطب کرتا۔

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا لقب محی الدین کیوں ہوا،

حضرت درّ یتیم نے بصد تکریم عرض کیا کہ حضرت غوث الثقلینؓ کو محی الدین کے خطاب سے مخاطب کرتے ہیں اس کا واقعہ کیا ہے۔ (آپ کا یہ خطاب کس طرح پڑا) حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ بغداد میں میں نے حضرت غوث الثقلین کے صاحب زادگان سے اس سلسلہ میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس بارے میں حضرت غوث الثقلین نے ہم سے فرمایا تھا جمعہ کا دن تھا، میں بغداد کے اطراف سے سیاحت کر کے واپس آ رہا تھا میں برہنہ پا تھا، میرا گذر ایک بیمار پر ہوا جس کا رنگ بدلا ہوا اور بدن کمزور تھا اس نے مجھے سلام کیا (السّلام علیک یا عبدالقادر) میں نے اس کے سلام کا جواب دیا اس نے کہا کہ آپ میرے قریب آیئے، میں اس کے قریب پہنچا، اس نے کہا کہ آپ مجھے پکڑ کر بٹھا دیجئے۔ چنانچہ اس کو میں نے پکڑ کر بٹھا دیا۔ فوراً اس کا جسم تر و تازہ ہو گیا۔ رنگ بھی نکھر گیا اور خوبصورت نظر آنے لگا۔ چہرے پر تازگی آ گئی۔ میں نے اس سے دریافت کیا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ آپ مجھے نہیں پہچانتے۔ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا کہ دین اسلام ہوں آپ نے پہلے مجھے جس حال میں دیکھا تھا میری حالت ویسی ہی ہو گئی تھی، مجھے خداوند تعالیٰ نے اب آپ کے ذریعہ سے زندہ کیا ہے۔ انت محی الدین تم محی الدین ہو۔ میں نے اس کو چھوڑ دیا (پھر میں اس کے پاس سے چلا آیا) اور جامع مسجد پہنچا۔ وہاں ایک شخص میرے سامنے آیا اور اس نے میری جوتیاں میرے پاؤں کے سامنے لا کر رکھ دیں اور مجھ سے کہا یا شیخ محی الدین۔ جب میں صبح کی نماز سے فارغ ہوا تو ہر طرف سے لوگ میرے پاس آ کر جمع ہو گئے اور انہوں نے میرے ہاتھ چومے اور پابوسی کی اور وہ یا شیخ محی الدین یا شیخ محی الدین کہہ رہے تھے، اس سے قبل مجھے کسی نے اس لقب سے نہیں پکارا تھا۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے ایک عزیز سے یہ بات نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ اولیاء کی معراج ظاہری بھی ہوتی ہے اور معنوی بھی۔ معراج معنوی دو طرح کی ہوتی ہے ان میں سے ایک تو صفات ذمیمہ کی پستی سے نکل کر صفات محمودہ کی بلندی پر پہنچنا اور دوسرے ماسوا اللہ سے قطع تعلق کر کے اللہ سے لو لگانا۔ اگر بعض اولیاءَ اللہ کو بحیثیت ظاہری عروج مکانی بھی حاصل ہو تو کچھ تعجب نہیں ہے کہ اس طائفہ مقدسہ سے بہت سے خلاف عادت

امور ظاہر ہوتے ہیں۔

بعض اولیاء اللہ شہرت کو پسند نہیں کرتے

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ بعض اولیاء اللہ شہرت کو پسند نہیں فرماتے کہ الشهرت آفة والخمولة راحة (شہرت آفت ہے اور گمنامی راحت ہے) اوران حضرات نے اپنے احوال کو غیروں سے پوشیدہ رکھا ہے۔ یہاں تک کہ حضرت خضر علیہ السلام بھی ان کے بھیدوں سے واقف نہیں ہوتے' ایک دن میں نے حضرت خضر علیہ السّلام سے دریافت کیا کہ آپ نے کسی ایسے ولی اللہ کو بھی دیکھا ہے جن کا مرتبہ آپ سے زیادہ بلند ہو۔ تو انہوں نے فرمایا ہاں ایک بار میں مدینہ منورہ میں مسجد الرسول میں پہنچا وہاں میں نے دیکھا کہ شیخ عبدالرزاق رحمتہ اللہ علیہ بیٹھے ہیں اوران کے چاروں طرف بہت سے لوگ ہیں، اور وہ حدیث شریف پڑھ رہے ہیں اور تمام لوگ ادب سے سُن رہے ہیں۔ اس مسجد کے ایک گوشہ میں ایک نوجوان کو میں نے بیٹھا دیکھا۔ وہ سربزانو تھا۔ میں نے اس نوجوان سے کہا اے نوجوان کیا تم نہیں دیکھ رہے ہو کہ سب لوگ شیخ عبدالرزاق سے حدیث شریف سن رہے ہیں تم ان کے پاس بیٹھ کر کیوں نہیں سنتے اور یہاں بیٹھے ہوئے ہو۔ اس نوجوان نے نہ سر اٹھایا اور نہ میری طرف دیکھا لیکن مجھے جواب دیا کہ وہاں تو لوگ شیخ عبدالرزاق سے سُن رہے ہیں اور میں یہاں رزّاق سے سُن رہا ہوں نہ کہ اس کے بندہ سے، میں نے کہا اگر تم سچ کہتے ہو تو یہ بتاؤ میں کون ہوں؟ یہ سن کر اس نوجوان نے سر کو اٹھایا اور کہا کہ اگر میری فراست ٹھیک ہے تو تم حضرت خضر (علیہ السلام) ہو' تب مجھے معلوم ہوا کہ حق سبحانہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں جن کو میں نہیں پہچانتا اوران کے بلند درجے کو میں نہیں جانتا۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ اولیاء اللہ اور مقربان بارگاہ کی دو قسم ہے کچھ لوگ تو گریبان محبوبیت سے سر کو بلند فرماتے ہیں اور کچھ لوگ آستین محبیت میں ہاتھ ڈالتے ہیں اوراس مرتبہ کو جبکہ جانبین کی کشش سے جو محبت ومحبوبیت کے درمیان ہے ٹھیک برابر وسط میں واقع ہو تو اصطلاح صوفیہ میں منازلہ کہتے ہیں جانبین سے جو کچھ حصول ہوتا ہے وہ اس درمیانی درجہ میں وصول ہوتا ہے پیغام محبّ کی طرف ہو یا محبوب کی طرف سے وسط میں اس کی اطلاع پہنچ جاتی ہے چنانچہ حضرت عبدالرزاق کاشی سے جو حضرت شیخ قونوی کے پیرو تھے نقل فرماتے تھے کہ منازلہ دو جانب کو چاہتا ہے اور وہ دو کے درمیان نزول کی نسبت ہے کہ ہر ایک دوسرے کا طالب ہے اور ہر ایک دوسرے پر نزول کرتا ہے اور یہ نزول بندہ کے حق میں درحقیقت عروج ہے اور ہم لوگوں نے اس کو نزول اس لئے کہا ہے کہ بندہ اس عروج سے دربار حق میں نزول چاہتا ہے اور جب وہ مرتبہ التقاء وسط میں واقع نہ ہو تو جدھر نزدیک ہوگا اُس جانب والا محبوبیت میں مقدم ہوگا اور محبیت میں موخر ہوگا، مثلاً اگر جانب حق تعالیٰ زیادہ قریب ہو تو اُس قرب کو جب بندہ کی طرف نسبت کریں گے تو تدانی کہیں گے، اور اگر مثلاً بندہ سے زیادہ قرب ہو تو اس قرب کو جب حق تعالیٰ کی طرف منسوب کریں گے تو تدانی کہیں گے، چنانچہ اس کی شرح لطیفہ اصطلاح میں لفظ منازلہ کے ضمن میں مذکور ہوگی۔

http://Ashrafi.org